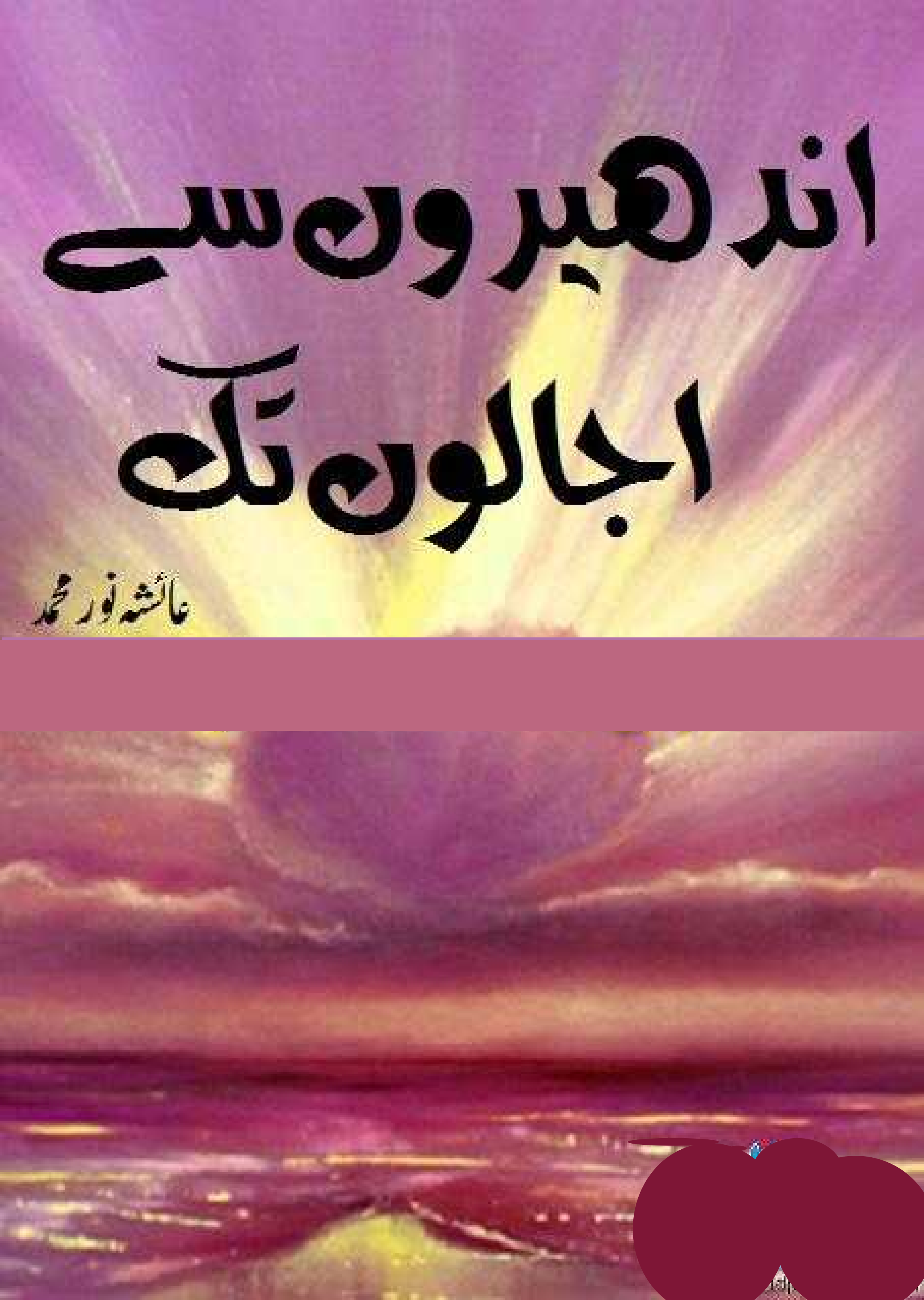
اندھیروں سے
اجالوں تک
عائشہ نور محمد

اندھیروں سے اجالوں تک...... عائشہ نور محمد

”میں نے اپنا گھر چھوڑ دیا میرے والدین گھر کے دیگر لوگ بہت سخت تھے وہ میری محبت چاہت کو تسلیم نہیں کر رہے تھے انہیں یقین تھا کہ میری محبت مجھے رسوا کر دے گی میں خوار ہو جاؤں گی لوگ مجھے دیکھنا تو کیا میرے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہیں کریں گے لیکن مجھے پتا تھا جو لوگ عشق میں تپے ہوں انہیں کبھی رسوائی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور اس محبت کے لیے میں ان لوگوں کے آگے ڈٹ کر کھڑی ہوئی جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتے تھے۔ میرے باپ نے مجھ سے کہا تھا کہ ”میں زندگی میں کبھی خوش نہیں رہ سکتی میں لوٹ کر ان کے پاس ضرور آؤں گی۔“ میرا جی چاہتا ہے کہ ایک بار ضرور ان کے سامنے جاؤں اور ان سے کہوں دیکھیں میری زندگی کس قدر خوشیوں سے مہکتی ہوئی ہے۔ کامیابی کیسے ہر قدم پر آ کر میرے قدم چومتی ہے اپنا گھر اور گھر والے چھوڑ کر مجھے کوئی شرمندگی ہے نہ پچھتاوا بس ایک ملال ہے کاش وہ لوگ میرے ساتھ ہوتے کیونکہ میں بھلے ہی ان سے ہر رشتہ ختم کر چکی ہوں مگر میں کیسے انہیں بھول سکتی ہوں جیسے بھی اور جو بھی انہوں نے میرے ساتھ کیا آخر انہوں نے مجھے پیدا کیا پرورش کی ایک ہی احسان ہے ان کا جس کی وجہ سے ان کا خیال مجھے ان کی یاد سے غافل نہیں ہونے دیتا اور اس کے لیے میں واقعی خود کو بے بس پاتی ہوں۔

”مجھے تم سے طلاق چاہیے ابھی اور اسی وقت۔“ کچھ دیر قبل اس کی آنکھ مام ڈیڈ کے جھگڑے کے باعث کھلی تھی جھگڑا تو روٹین کے مطابق تھا لیکن مام کا یہ جملہ اس کے لیے نیا تھا وہ تیزی سے بستر سے اتری اور دروازے کے پاس کھڑی ہوگئی۔

”یہ پیپرز ہیں میں سائن کر چکا ہوں۔“ ڈیڈ نے کچھ پیپرز مام کے منہ پر مارے۔

اس کا دل بڑی زور سے دھڑکا ابھی کچھ دن پہلے ہی ایسا منظر اس کی دوست کے گھر بھی ہوا تھا اس کے پاپا نے اسے بورڈنگ میں بھیج دیا تھا اور اس کی نئی مام لائے تھے۔

”تمہارا شکریہ کہ تم نے مجھے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور نہیں کیا۔“ مام نے فاتحانہ انداز میں کہا اور باہر کی طرف چل دیں اسے یاد تھا اس کی مام اس سے بہت پیار کرتی ہیں مگر اس لمحے شاید ان کو میری یاد نہیں آئی تھی۔

”میں جلد ہی اپنی بیٹی کو لینے آؤں گی۔“ انہوں نے جاتے جاتے ڈیڈ سے کہا۔

”اینا کا نام بھی مت لینا۔“ ڈیڈ نے غصے سے کہا۔

”وہ جتنی آپ کی بیٹی ہے اتنی ہی میری بھی اسے لے جانے سے مجھ کوئی نہیں روک سکتا۔“

”نہیں وہ تمہاری بیٹی نہیں ہے اور یہ میرا فیصلہ نہیں ہے بلکہ عدالت بھی یہی فیصلہ کرے گی سو تم اینا کے لیے عدالت کا دروازہ مت کھٹکھٹانا کیونکہ وہ ایک شریف خاندان کی بیٹی ہے اسے تم جیسی آوارہ عورت کو نہیں سونپا جا سکتا۔“ مام کے لب بھنچ گئے کیونکہ جو ڈیڈ نے کہا وہ سچ تھا کوئی بھی عدالت اسے مام کے حوالے نہیں کرے گی۔

اس کے باپ کی چیخ سے اس کی ماں ناواقف نہیں تھی انہوں نے دل میں اپنی بیٹی کی یادوں کو سمو کر گھر چھوڑ دیا تھا۔ وہ شکستہ سی کھڑی سارا منظر دیکھ رہی تھی جب ہی اپنے کمرے کی طرف مڑتے اس کے باپ کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ اس کے قریب آگئے۔

”سوری اینا...... میں نے کبھی نہیں چاہا کہ آپ کی مام کو آپ سے جدا کردوں۔“

”مجھے پتا ہے ڈیڈ...... لیکن ڈیڈ......“ اس نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن کچھ سوچ کر چپ ہوگئی۔

”اینا میری جان اپنے ڈیڈ سے کہو ناں۔“ اس کی خاموشی پر ایک بار پھر انہوں نے کہا۔

”دیکھو اینا! ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا آپ کے دل میں جب بھی جو بات آئے اپنے ڈیڈ سے کہنا اور کبھی یہ مت سمجھنا کہ میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گا آپ میری پیاری بیٹی ہیں میں آپ کی کسی بات سے ناراض ہو ہی نہیں سکتا۔“ انہوں نے اسے گلے سے لگا کر کہا۔

”آپ مجھے بورڈنگ تو نہیں بھیجیں گے ناں جوزف کے پاپا کی طرح۔“

"نہیں میری جان کبھی بھی نہیں میں آپ کو خود سے الگ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔"
"تھینکس ڈیڈ! میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔" اس نے اپنے باپ کے کندھے پر سر رکھ دیا ماں کی جدائی کے آنسو ایک بار پھر بہہ نکلے۔

"جانز میں چاہتی ہوں اب تم شادی کرلو۔" اس کے ڈیڈ اس کا لنچ بکس تیار کر رہے تھے تب اس کی گرینی نے کہا۔
"ممی آپ میرا مزاج جانتی ہیں میرے ساتھ آج کل کی لڑکیاں گزارا نہیں کرسکتیں پہلے بھی آپ نے میری شادی زبردستی ماریشیا سے کروادی تھی دیکھ لیں آخر سات سال بعد اس شادی کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے میرے نظریے کے مطابق وہ ایک آزاد خیال عورت تھی اور اس کی نظر میں میں ایک ابنارمل مرد پلیز اب مجھے دوبارہ مجبور مت کریں۔" اس کے ڈیڈ نے لنچ بکس اس کے بیگ میں رکھ کر بیگ اس کے کندھے پر ڈالا وہ گرینی پر ایک نظر ڈالتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔
"جنیفر اچھی لڑکی ہے جانز!" دونوں باپ بیٹی چونک کر پلٹے۔
"مسز جنیفر!" اینا کو وہ پسند تھی۔
"ممی وہ ایک نن ہے۔" جانز کو یہ بات اچھی نہ لگی۔
"میں نے اسے تیار کرلیا ہے وہ بھی تمہیں پسند کرتی ہے اور تمہاری مزاج شناسا بھی ہے۔" جانز نے اینا کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر معصوم سی خوشی تھی جنیفر اسے بہت پیار کرتی تھی اینا اگر باقاعدگی سے چرچ جاتی تھی تو کسی عبادت کے جذبے کے تحت نہیں صرف جنیفر سے ملنے۔"
"وہ کہتی ہے جانز فادر سے اچھا ہے کیونکہ فادر شراب پیتے نہیں لیکن اعلیٰ قسم کی شرابوں کے سب نام معلوم ہیں انہیں لیکن جانز کو نہیں۔" گرینی نے کہا۔
"ڈیڈ جینی بہت اچھی ہیں۔" اینا نے رائے دینا ضروری سمجھا۔
"ممی آپ نے جنیفر سے کب بات کی؟" وہ الجھا کیونکہ ماریشیا کو گئے ابھی تین دن بھی نہ ہوئے تھے۔
"ان باتوں سے تمہارا کیا واسطہ بس تم واپسی پر ایک عدد انگوٹھی لیتے آنا۔" گرینی نے مسکرا کر کہا وہ اینا کو اسکول چھوڑ کر سیدھا چرچ چلا آیا۔
"جنیفر آپ مجھ سے شادی کریں گی؟" بنا کسی تمہید کے اس کے پوچھنے پر جنیفر سٹپٹا گئی۔
"جنیفر! میں بہت الگ مزاج کا بندہ ہوں اس دنیا کی رنگینیوں سے میرا کوئی لین دین نہیں، میں اپنے مذہب کی تعلیم پر مکمل طور پر کاربند ہونا چاہتا ہوں کیا آپ ایسے میں میرا ساتھ دیں گی؟"
"آپ اپنے مذہب کی تعلیم پر مکمل طور پر کاربند رہنا چاہتے ہیں لیکن میں تو ہو چکی ہوں، یہ نن کا لباس میں نے اسی لیے پہنا ہے کہ دنیا میرے لیے بے رغبت ہے اگر میرا ہمسفر ایسا ہی ہو تو مجھے اور کیا چاہیے۔" اس کی بات سن کر جانز یکدم مسکرا دیا اور جلد ہی وہ اینا کے گھر اس کی مام بن کر آ گئی اور جنیفر کے بھائی بھابی جو اس کے نن بن جانے سے خوش نہیں تھے اب ذرا ریلیکس ہوئے تھے۔ ایک سال بعد چھ سال کی اینا کی زندگی میں دو لوگوں کا اضافہ ہوا ایک جولین اس کی بہن اور دوسرا کروشو جنیفر کا بھتیجا اس کے بھائی بھابی کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔

☆☆☆

گزرتے وقت کے ساتھ جانز جنیفر ایک جانی مانی مذہبی شخصیت بن گئے تھے اور وہ تینوں ان کے نقش قدم پر چل رہے تھے اٹھارہ سال کا کروشو سولہ سال کی اینا اور دس سال کی جولین تینوں کو ہی مذہب سے خاصا لگاؤ تھا خاص کر اینا اور کروشو جولین تو ابھی تھی ہی چھوٹی سی زندگی کے یہ دس سال بہت بہترین تھے جنیفر جانز کے لیے لیکن گیارہویں سال کے آخری مہینے ایک عجیب سی مصیبت در آئی تھی جسے جنیفر نے کوئی اہمیت نہیں دی لیکن جانز کے لیے یہ زندگی اور موت کا مسئلہ بن گیا تھا۔
"ہائے ڈیڈ" وہ ایک بہت سہانی سی شام تھی جس وقت اپنے تمام کاموں سے فارغ ہو کر جانز گھر لوٹا تھا۔

"ہائے بیٹا......" جولین اس کے گلے کا ہار بن گئی جینیفر اس کے لیے پانی لے آئی کروشو اپنی بکس بند کر کے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"اینا کہاں ہو؟" اینا کی غیر موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔

"ڈیڈ انہیں لائبریری کے علاوہ اور کہاں ہونا ہے۔" جولین نے قدرے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا' اینا کتابوں کی جنونی تھی۔

"جولین میری بیٹی سے جلا نہ کرو وہ گھر کے کاموں میں بھی میرا ہاتھ بٹاتی ہے۔" جینیفر نے مسکرا کر جولین کا کان پکڑا۔

"یہ تو ہے آنٹی! جب سے کالج شروع ہوا ہے خود کو بہت بڑا اور ذمہ دار سمجھنے لگی ہے۔" کروشو نے مسکرا کر کہا۔

"ہائے مام ہائے ڈیڈ۔" اسی پل وہ اندر داخل ہوئی' اس نے ہاتھ میں پکڑی چاروں بکس ٹیبل پر رکھ دی۔

"ہائے بیٹا!" اسے دیکھ کر جانز کی آنکھوں میں ٹھنڈک اتر آئی تھی اسے اپنے مذہب کے بعد اگر کسی سے لگاؤ تھا وہ تھی اینا۔

"آنٹی اور انکل کے علاوہ بھی گھر میں کوئی موجود ہے۔" کروشو نے مسکرا کر اس کے خفیف چہرے کی تھکن کو دیکھا وہ نڈھال سی وہیں بیٹھ کر جوتے اتار رہی تھی۔

"تم مجھ سے بات مت کرو' کتنا کہا تھا چلو میرے ساتھ مگر تم دنیا کے سب سے بڑے کاہل انسان ہو۔" وہ جو اس کی کتابیں اٹھا رہا تھا وہ غراتے ہوئے اس پر جھپٹی وہ پہلی کتاب اٹھا چکا تھا اس کے نیچے موجود دوسری کتاب پر جانز لابا گر کی نظر اتفاقاً پڑی۔ جانز لابا گر کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"قرآن اور بائبل۔" اسے لگا اس کے آس پاس دھماکے ہو رہے ہوں۔

"اینا......" وہ کسی شیر کی طرح دہاڑے تو سبھی چونک گئے۔

"جانز کیا ہوا؟" ان سب کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک پھیل گئیں کیونکہ آج تک اس کی آواز اس کے قریب بیٹھے دو لوگوں کے علاوہ تیسرے شخص تک بمشکل پہنچ پاتی تھی اور آج اس کی آواز سے گھر کے در و دیوار گونج گئے۔

"اینا! یہ بک کہاں سے آئی تمہارے پاس؟ بتاؤ کس نے دی تمہیں یہ کتاب۔" ان چاروں نے چونک کر ٹیبل کی طرف دیکھا۔

"مجھے یہ کتاب کون دے گا ڈیڈ! لائبریری سے لائی ہوں۔" وہ جو اس کتاب کو محض اس لیے لائی تھی کہ اس کی پڑھی ہوئی نہیں تھی اب بڑی جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"بکواس مت کرو سچ بتاؤ مجھے۔" جانز کا غصہ تھا کہ کسی صورت کم نہ ہو پا رہا تھا۔

"اینا! تم اپنے روم میں جاؤ۔" جینیفر نے یک دم کہا' وہ لب بھینچے اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

"کروشو تم اینا کے پاس جاؤ اور اس کو اس واقعہ کے متعلق سوچنے مت دینا۔"

"جی آنٹی!" حیران سا کروشو فرماں برداری سے اٹھ گیا۔

"جانز کیا ہو گیا ہے اتنا غصہ کیسے آ گیا آپ کو؟" وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے بولی جو اس طرح اس کتاب کو دیکھ رہا تھا جیسے اس میں سے ابھی کوئی سانپ نکلے گا اور اسے ڈس لے گا۔

"تم...... تم اینا کے دوستوں کے متعلق پتا کرو جینی یہ کتاب...... یہ کتاب آخر اسے دی کس نے؟ یہ مسلم لوگ...... تم جانتی نہیں ہو یہ جادوگر ہیں یہ......"

"آپ فکر نہیں کریں جانز! میں اس معاملے میں آپ سے بھی زیادہ سخت ہوں بہت گہری نظر ہے میری اپنی بچوں پر میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں اس مشکل دور کو اپنا ایمان بچائے رکھنا بہت مشکل ہو چکا ہے۔ کروشو کے کالج میں تو ایک دو ہندو مسلم لڑکے ہیں لیکن اینا کے کالج میں مسلم تو دور کی بات کوئی ہندو یا یہودی لڑکی لڑکا ہی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کسی ڈیپارٹمنٹ سے ہماری اینا کا کوئی واسطہ نہیں ہے"

"پھر...... پھر یہ کتاب......" وہ الجھا۔

''ہماری بیٹی کتابی کیڑا ہے وہ اس عرصے میں بہت سی کتابیں پڑھ چکی ہے اور وہ یہ کتاب اس وجہ سے لائی ہوگی کہ اس نے کبھی پڑھی نہیں لیکن آپ کے رویے کے بعد وہ اس کتاب میں الگ سی کشش محسوس کرے گی۔ آپ ذرا سا صبر کرتے اور اس کتاب کو خاموشی سے غائب کر دیتے کروشو کی شرارت سمجھ کر وہ اس کتاب کو بھول جاتی مگر اب اس کتاب کو اس کے ذہن سے نکالنے کے لیے بڑی جدوجہد کرنی ہوگی۔''

''جینی اگر ہماری حکومت سمجھ داری کا ایوارڈ دے تو وہ میں تمہیں دلواؤں گا۔'' جانز نے کوئی بڑا سا بوجھ سر سے سرکتے محسوس کیا۔

''اور اگر بے وقوفی کا ایوارڈ ملا تو وہ میں آپ کو دلواؤں گی۔'' جینیفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں...... سچ کہہ رہی ہو تم اپنی بے وقوفی کے باعث ایک مصیبت کو سر پر سوار کر لیا اب اگر یہ کتاب وہ پڑھ لے گی تو الٹے سیدھے سوالات کرے گی جس کا جواب مشکل ہوگا اور اگر پڑھ نہ سکی تو الٹا سیدھا سوچے گی۔'' وہ لب بھینچے اس کتاب کو دیکھ رہا تھا جسے وہ پڑھ چکا تھا جس طرح اس مسلم اسکالر نے بائبل کی بے حرمتی کی تھی۔ اس کتاب سے اس کے دل کو سخت ٹھیس پہنچی تھی اگر اس مسلم اسکالر کے کسی ایک بھی سوال کا جواب اس کے پاس ہوتا تو وہ اس کے منہ پر مارتا لیکن اب تو وہ ایک سچا کرسچن ہونے کے ناطے صرف اپنا دل جلا سکتا تھا۔''

''اسے یہ کتاب پڑھنے دیں۔'' جینیفر کی بات پر وہ چونک گیا اس کا سر بے اختیار نفی میں ہلنے لگا۔

''جانز! میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں وہ یہ کتاب پڑھ لے گی تو ہم سے سوالات کرے گی ہم اسے اس کے جوابات دے کر مطمئن کر لیں گے لیکن اگر وہ نہیں پڑھے گی تو سوچے گی اس کے ذہن میں کیا کیا چلے گا ہم نہیں جانتے ہوں گے اور آپ نے جو ردعمل دیا ہے اس کتاب کے لیے تو میں گارنٹی دیتی ہوں آپ کو وہ یہ کتاب ضرور پڑھے گی۔ چاہے ہم سے چھپ کر ہی کیوں نہ پڑھے۔'' جینیفر کی بات پر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے بال نوچے وہ یہ کیا کر بیٹھا تھا ذرا سے غصہ کو قابو میں نہ رکھ کے کتنا بڑا نقصان کر چکا تھا۔ اس کتاب میں ایک مسلم اسکالر نے بائبل میں ڈھیروں غلطیوں کی نشاندہی کی اور کچھ سوالات درج کیے جن کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا پھر بھلا وہ اپنی بیٹی کو کہاں سے جواب دے گا اس نے تاسف سے سوچا۔

''جانز میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں یہ کتاب اس کے ہاتھ میں ذرا سے لیکچر کے ساتھ تھمائیں وہ آپ کی بہت فرماں بردار بیٹی ہے کبھی اس کتاب کو ہاتھ نہیں لگائے گی۔'' جینیفر اس کی بہترین شریک سفر تھی وہ بچوں کی بہترین تربیت کرنا جانتی تھی اس نے تشکر بھری نگاہوں سے جینیفر کو دیکھا۔

''اینا۔'' وہ بیڈ پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ کروشو کی ڈھیروں باتوں کا اس نے ایک بھی جواب نہیں دیا تھا جانز کی آواز پر اس نے نظریں اٹھائیں۔

''یہ تمہاری کتابیں بیٹا!'' جانز نے کتابیں سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیں اور اس کے برابر میں آ بیٹھا۔

''اینا بیٹا! آج کل بے راہ روی کا دور ہے اپنے مذہب سے دوری کا بہت رجحان بڑھ رہا ہے اور نئے نئے مذاہب تشکیل پا رہے ہیں ایسے میں ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ صرف اپنے مذہب کو اسٹڈی کریں اپنے خدا سے اپنے رشتے کو مضبوط کریں لیکن تم پڑھو ان مذاہب کو ہندو مت، یہودیت اور جین مت جانے کیا کیا ہیں۔ اچھی بات ہوتی ہے یہ سب پڑھنا پتا ہونا چاہیے ہمارا مذہب ان سب کے مقابل کتنا سچا ہے۔''

''پھر آپ اتنا غصہ کیوں ہوئے؟'' وہ اس کے چہرے پر کچھ تلاش کر رہی تھی۔ اس کے غصے کی وجہ ڈھونڈ رہی تھی۔

''کیونکہ ابھی یہ سب پڑھنے کی آپ کی عمر نہیں ہے آپ کا ذہن ان لٹریچرز کو پڑھ کر بھٹک سکتا ہے اور وہ آپ کے لیے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔'' انہوں نے سہولت سے جواز پیش کیا۔

''پر میرا ذہن تو ابھی تک نہیں بھٹکا ڈیڈ میں ان مذاہب میں سے اکثر کو اسٹڈی کر چکی ہوں جن کے آپ نے ابھی نام لیے اور ہر بار مجھ پر عیسائیت کی سچائی اور اس کا حق ہونا ثابت ہوا ہے دل کو عجیب سا سکون ملتا ہے یہ سب پڑھ کر حق ہونا زیادہ اچھا لگتا ہے دنیا میں جتنے بھی مذاہب پھیلے ہیں ان سب میں ہمارا مذہب سب سے عظیم ہے ڈیڈ!''

''کیا...... کیا مطلب؟ تم نے کتنے مذاہب کو اسٹڈی کر لیا ہے؟'' وہ بری طرح چونکا۔

"بہت سے مذاہب کو اسٹڈی کیا ہے ڈیڈ ور پتا ہے مجھے لگتا ہے ہم جتنے عظیم مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اتنا ہی بھٹکے ہوئے ہیں حتیٰ کہ ہمارے کرچین نوجوانوں کو تو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ شراب حرام ہے۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا' سکون کی ایک گہری سانس خودبخود اس کے سینے سے خارج ہوئی۔ اس کی بیٹی صرف مذہبی نہیں تھی بلکہ وہ اپنے مذہب سے عشق کرتی تھی اور اس معاشرے میں جہاں مذہب کو "بولڈ کلچر" کہہ کر چھوڑا جا رہا تھا وہاں ایسے اسکالرز کی ضرورت تھی جو مسلم اسکالرز کا جواب دیں اور جانے کیوں دل کو یقین ہو چلا تھا کہ اینا جانز اگر یہ کام ضرور کرے گی وہ ایک بہترین عیسائی اسکالر بنے گی۔

"ہاں بیٹا! ہمارا مذہب بہت عظیم ہے بس آج کل کے نوجوانوں نے مذہب سے دوری اختیار کر لی ہے۔"

"انکل! میں تو بہت کوشش کرتا ہوں اپنے دوستوں کو بھی لے کر جاؤں مگر وہ سب تیار ہی نہیں ہوتے۔" کافی دیر سے چپ بیٹھے کروشو نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

"بلکہ ان لوگوں کی یہ کوشش ہوتی کہ وہ تمہیں کسی کلب بار وغیرہ میں لے جائیں۔" اینا نے اپنی پونی جھلاتے ہوئے مزے لے کر کہا تو کروشو نے اسے گھور کر دیکھا۔ جانز کی مسکراتی ہوئی نظریں کروشو کی طرف اٹھی تھیں لیکن بیچ میں سائیڈ پر رک گئی تھیں وہاں "قرآن اور بائبل" رکھی تھی اس کے دل کو عجیب سی گھبراہٹ نے آن گھیرا اسے لگا وہ کتاب نہیں بلکہ کوئی طوفان ہو جس کا رخ پھیرنا اب اس کے لیے آسان نہیں۔

"اینا تم نے اس سے پہلے مذہب اسلام کو اسٹڈی کیا ہے؟" جانز نے پوچھا۔

"مذہب اسلام...... یہ کون سا مذہب ہے؟" اس نے حیران ہو کر باپ سے پوچھا۔

"یہی مذہب ہے جس کی کتاب کو قرآن کہا جاتا ہے تم اسٹڈی کرو گی تو جان جاؤ گی کہ یہ دنیا کا سب سے مشکل اور سخت مذہب ہے۔ خاص کر عورتوں کے متعلق تو اس کے نظریات بہت ہی عجیب ہیں' عورتوں کو گھر کے اندر قید کر کے رکھنا چاہتے ہیں وہ اپنی مرضی سے کہیں آ جا نہیں سکتی ہیں ان کا بس چلے تو شاید ان عورتوں کی سانسوں پر پابندی لگا دیں۔" جانز نے نخوت سے کہا۔

"اوہ گاڈ' اتنا ظلم۔" ان کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔

"انکل عورتیں تو بہت نازک ہوتی ہیں' کمزور سی ان پر اس طرح ظلم کرنے والے تو بزدل ہوتے ہیں۔" کروشو نے کہا تو جانز مسکرا دیا۔

"ہاں...... یہ تو ہے مگر کیا کیا جائے یہی اس مذہب کے عقائد ہیں۔"

"یہ تو بہت غلط بات ہے ڈیڈا!" اینا کے چہرے پہ ناگواری در آئی۔

"ہوں...... پہلے تو بہت ہی سختیاں تھیں لیکن اب ان کی نوجوان نسل باشعور ہوتی جا رہی ہے اور وہ یہ سب ختم کر رہی ہے مگر ان کی سختیاں مزید بڑھتی جا رہی ہیں۔" جانز نے کہا۔

"پھر تو ہمیں ان کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔" کروشو نے کہا تو جانز بے اختیار ہنس پڑا۔

"بیٹا یہ ان کا مذہبی معاملہ ہے' ہمیں صرف یہ چاہیے کہ جس طرح اور کتابیں پڑھ کر رکھ دیتے ہیں اسی طرح ان کی بھی پڑھ کر رکھ دیں' زیادہ غور و فکر نہ کریں۔" اینا نے جانز کی تائید میں سر ہلا دیا۔

"لیکن انکل کبھی موقع ملے تو ضرور ان کی خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔" کروشو کی ہانک وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"ضرور کیوں نہیں' ہماری بہت سی تنظیمیں کام کر رہی ہیں بہت اچھا رسپانس مل رہا ہے ہمیں۔" جانز نے اسے تسلی دی۔

"اوہ رئیلی انکل! کیا وہ لوگ ہمارے مذہب میں داخل ہو جاتے ہیں؟" کروشو بڑی دلچسپی سے بولا۔

"ہمارے مذہب میں داخل تو ہو جاتے ہیں مگر یہ ظالم لوگ اس سے جینے کا حق چھین لیتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" اس بار اینا بھی چونک پڑی۔

"جان سے مار دیتے ہیں وہ لوگ اپنا مذہب بدلنے والوں کو۔" جانز نے نفرت سے کہا۔

”میرے خدا! اتنا ظلم۔“ اینا سفید پڑ گئی اور کروشو بھی ساکت رہ گیا۔

”ڈیڈ باتیں ختم ہو گئیں تو آ جائیں مام نے کھانا لگا دیا ہے۔“ جولین نے کمرے میں جھانک کر کہا۔

”تم اسٹڈی کر لو تو یہ کتاب مجھے دینا میں نے بھی نہیں پڑھی ہے۔“ جانز نے اٹھتے ہوئے اینا سے کہا۔

”نہیں ڈیڈ اب مجھے یہ کتاب نہیں پڑھنی۔“ اس نے لمحوں میں فیصلہ کیا اور جانز کو خوشی نے آن گھیرا وہ ایسے خطرناک مذہب سے اپنی بیٹی کو بچانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ کروشو اور جانز باہر نکل گئے دھیرے دھیرے قدم اٹھا کر وہ بھی ان کے پیچھے چلنے لگی دروازے پر پہنچ کر اس نے رک کر سائیڈ ٹیبل پر نظر ڈالی۔

”قرآن اور بائبل۔“ اتنی دور سے بھی واضح نظر آ رہا تھا اس نے جھرجھری لی اور تیزی سے باہر نکل آئی۔

”ایسا کرتے ہیں کہ ایک ہفتے کی چھٹی لے کر کہیں گھومنے چلتے ہیں۔“ کھانے کے بعد جنیفر کمرے میں آئی تو جانز نے کہا تو جنیفر حیران رہ گئی۔

”مگر کیوں؟“

”میں چاہتا ہوں جینی کہ وہ کتاب اینا کے ذہن سے نکال دوں۔“

”آپ کو کیا ہو گیا ہے جانز! آپ اتنا پریشان کیوں ہیں؟“ جنیفر نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”جینی یہ مذہب بڑا عجیب ہے اس کے پھیلنے کی شرح بہت زیادہ ہوتی جا رہی ہے مجھے ڈر ہے کہ اس مذہب کی تعلیم کہیں میری بیٹی کو اپنے بس میں نہ کر لے۔“ اس نے پریشانی سے کہا۔

”جانز! کیا اس مذہب نے آپ کو اپنے بس میں کیا؟ آپ اتنا اسے پڑھ چکے ہیں پھر بھی وہ آپ پر اثر انداز نہ ہو سکا اینا تو آپ سے بھی کہیں زیادہ مذہبی ہے۔“ جنیفر نے اسے تسلی دینی چاہی۔

”لیکن جینی میں پھر بھی اس واقعہ کو اینا کے ذہن سے نکال دینا چاہتا ہوں۔“

”ریلیکس جانز! آپ پریشان مت ہوں۔“ جنیفر نے اس کے ہاتھ تھام لیے لیکن اس کی پریشانی کسی طور کم نہیں ہو رہی تھی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔“ کروٹ بدلتے بدلتے وہ تھک گئی تھی یہ پہلی رات تھی جو اسے نیند نہیں آ رہی تھی وہ کتابیں پڑھتے پڑھتے سو جانے کی عادی تھی اور آج اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ کھانا کھا کے وہ کمرے میں آئی تو حسب عادت بستر میں گھستے ہوئے اس نے کتاب نہیں اٹھائی تھی بلکہ بہت دیر سب سے اوپر موجود کتاب کو دیکھا پھر تھک کر لیٹ گئی ڈیڈ کی باتیں یاد آئیں تو اس نے گھبرا کر رخ پھیر لیا۔

”کیسی مظلوم عورتیں ہوں گی وہ بے چاریاں۔“ اسے ان ان دیکھی عورتوں سے شدید ہمدردی محسوس ہو رہی تھی وہ بہت دیر تک ان کے بارے میں سوچتی رہی جب ہی دروازہ بجا وہ چونک اٹھی تھی اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور ڈیڈ کو دیکھ کر حیران ہوئی جانز بابا گر نے سب سے پہلے سائیڈ ٹیبل پر نظر ڈالی تھی وہ کتاب ویسے ہی وہاں پڑی تھی۔ اسے اپنی بیوی پر بہت پیار آیا جس نے بالکل سچ کہا تھا اینا اس کی فرماں بردار بیٹی ہے وہ اب کبھی اس کتاب کو ہاتھ نہیں لگائے گی مگر وہ اس کتاب کو سوچے بھی نہ اسی لیے وہ اسے یہاں سے لے جانا چاہتا تھا۔

”اینا ہم نے گھومنے کا پروگرام بنایا ہے ہم دو تین دن کے لیے شہر سے باہر جا رہے ہیں تم پیکنگ کر لو ہماری فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔“

”ڈیڈ یوں اچانک......“ اس نے حیران ہو کر پہلے ڈیڈ کو پھر وال کلاک کو دیکھا جو اس وقت رات کا ایک بجا رہی تھی۔

”کوئی سوال نہیں جلدی کرو میں کروشو کو اٹھا رہا ہوں۔“ وہ اسے حیران چھوڑ کر مڑ گیا جب کہ وہ ایک گہری سانس لے کر اٹھی اور بیگ اٹھا کر پیکنگ کرنے لگی۔ باہر نکلنے لگی تو اسے یکلخت اپنا موبائل یاد آیا جو بے دھیانی میں ان کتابوں کے اوپر رکھا تھا وہ موبائل اٹھاتے ہوئے ٹھٹکی۔

''قرآن اور بائبل۔'' ایک تقابلی جائزہ کسی مسلم اسکالر کی کتاب جسے دیکھ کر ڈیڈ کو پہلی بار غصہ آیا تھا۔

''ایسا کیا ہے اس کتاب میں۔'' بہت سے انسانوں کی طرح اس کا فطری تجسس جاگ اٹھا وہ جو اتنی دیر سے صرف اس ہی کتاب کو دیکھ رہی تھی اس کتاب کی وجہ سے وہ اب تک سو نہیں سکی تھی اس نے کتاب کو اٹھا کر بیچ میں سے کھول کے دیکھا۔

''ا......ل......ر (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں میں سے نکال کر روشنی کی طرف لاؤ ان کے رب کی توفیق سے اس خدا کے رستے پر جو اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔'' (سورۃ ابراہیم: 1)

قرآن مجید میں اسی سورۃ ابراہیم میں آگے چل کر ایک اور رہنمائی بھرا پیغام دکھائی دیتا ہے۔

''القرآن ...... یہ ایک پیغام ہے سب انسانوں کے لیے اور یہ بھیجا گیا ہے اس لیے کہ ان کو اس کے ذریعہ خبردار کیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں اللہ بس ایک ہے اور جو عقل رکھتے ہیں وہ ہوش میں آجائیں۔ (سورۃ ابراہیم: 52)'' پھر سورۃ زمر میں قرآن حکیم کے مقام و منصب کے بارے میں مزید وضاحت ملتی ہے چنانچہ فرمان رب تعالیٰ ہے:۔

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے اب انسانوں کے لیے یہ کتاب برحق تم پر نازل کر دی ہے اب جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا اپنے لیے کرے گا اور جو بھٹکے گا اس کے بھٹکنے کا وبال اسی پر ہو گا تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو گے۔'' (سورۃ الزمر: 41)''

وہ سن سی کھڑی رہ گئی ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ اجنبی الفاظ اس کے سر سے گزر جانے چاہیے تھے۔ اس کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا یہ باتیں اس نے کبھی کسی بھی مذہب کی کتاب میں نہیں پڑھی تھیں یہ کون متکلم تھا جس نے اپنا کلام اس کی سماعت تک محدود نہیں رکھا بلکہ پل بھر میں اس کی ہر رگ میں اتار دیا تھا یہ کیسی آواز تھی جس نے اس کی سماعت پر پہرہ بٹھا دیا تھا۔ وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں سوچتی چلی گئی۔

''میں کب سے آوازیں دے رہا ہوں اور تم کیا کھڑے کھڑے سو گئی ہو۔'' کروشو نے اسے جھنجوڑا تو وہ کتاب سمیت لڑکھڑائی غیر ارادی طور پر اس نے کتاب کو بچانے کی کوشش کی۔

''یہ طریقہ کہاں سے سیکھا۔'' وہ دہاڑی۔

''جہاں سے تم نے کھڑے کھڑے سونے کا طریقہ سیکھا کب سے آوازیں دے رہا ہوں تمہیں۔'' اس نے کتاب کو سائیڈ پر رکھا بالکل یوں کہ کروشو کو بھی محسوس نہ ہوا۔

''میرا بیگ لے کر چلو میں آتی ہوں۔''

''یہ انکل کو بھی جانے کیا سوجھی اس وقت ...... یہ کون سا وقت ہے گھومنے کا۔'' کروشو شاید سوچکا تھا تبھی قدرے بے زار تھا اس نے اس کتاب کو دیکھا جو آج اس گھر بدری کا سبب تھی اس کے مصنف کا نام دیکھتی وہ گھر سے باہر نکل آئی تھی۔

''اینا یہاں کیوں بیٹھی ہو بیٹا!'' جانز ایک مذہبی جلسے میں شرکت کے باعث آج چار بجے گھر آیا تھا اور اینا کو باہر لان میں گھاس پر ایزی چیئر میں بیٹھے دیکھ کر وہ اس کی طرف چلا آیا۔

''خدا کو ڈھونڈ رہی ہوں۔''

''یہاں بیٹھ کر؟'' اس کے چہرے پر حیران سی مسکراہٹ در آئی تھی۔ وہ انیس سال کی اینا بیٹا کے جواب سے خاصا محظوظ ہوا۔

''صبح میں نے سورج کو خدا سمجھ لیا تھا ڈیڈ مگر شام ہونے پر وہ ڈوب گیا اب مجھے لگتا ہے شاید یہ چاند ہی میرا خدا ہو۔'' وہ بہت تھکے تھکے لہجے میں بولی تھی جیسے کوئی اپنے سفر کے شروع میں تھک جائے۔

''کیا بکواس کر رہی ہو اینا! اندر چلو۔'' جانز نے غصے سے کہا پل بھر میں اس کا موڈ بدلا تھا۔
''ایک شخص نے ہزاروں سال پہلے خدا کو ایسے ہی ڈھونڈا تھا ڈیڈ! میں بھی اپنی تلاش اسی طرح شروع کر رہی ہوں مجھے یقین ہے خدا مجھے ملے گا وہ مجھے مایوس نہیں کرے گا۔''
''اینا ناشکرا پن مت کرو تمہیں خدا مل چکا ہے صرف ہمارا مذہب ہی سچا ہے۔''
''وہ پتھر کی مورتی...... اسے آپ خدا کہتے ہیں جو چاند اور سورج سے زیادہ ہے بس یہ ہمارے مذہب سے زیادہ سچا تو چاند سورج کی پوجا کرنے والوں کا مذہب ہے کم از کم وہ ایسے کو تو پوجتے ہیں جو ان سے بالاتر ہے۔'' جانز ابا گر کا ہاتھ بے اختیار اس کے گال پر پڑا تھا۔
''بکواس بند کرو اینا! تم ہوش میں ہو کیا کہہ رہی ہو تم؟'' وہ غصے سے دہاڑا۔
''پلیز ڈیڈ! میرے سوالوں کو اپنے غصے سے مت دبائیں مجھے ان کا جواب دیں۔''
''اینا! تم......'' اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس کے کندھے پر دباؤ پڑا تھا تو وہ پلٹا جینیفر تھی وہ اینا ابا گر کو بڑی سخت نظروں سے دیکھ رہی تھی جب کہ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے عزیز از جان کو دیکھ رہی تھی جس نے زندگی میں پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔
''آپ اندر چلیں تھکے ہوئے ہیں۔'' وہ آگے بڑھ کے جانز کو اندر لے گئی اور اینا ابا گر وہیں بیٹھی رہ گئی وہ ایزی چیئر پر بیٹھی پھر سے آسمان کو تکنے لگی آسمان پر چودہویں رات کا چاند چمک رہا تھا بالکل اس کی طرح اکیلا اور تنہا۔ یہ اداسی اس کی زندگی میں بہت خاموشی سے اسی رات چلی آئی تھی جب وہ ''قرآن اور بائبل'' کو اپنی سائیڈ ٹیبل پر چھوڑ گئی تھی واپسی پر وہ کتاب وہاں نہیں تھی۔ وہ قطعی نہیں چونکی وہ جانتی تھی وہ کتاب کہاں گئی وہ چاہتی تو خاموشی سے اس کتاب کو پڑھ سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا لیکن اس کی نیند اس سے روٹھ گئی تھی۔ وہ جو ایک ٹیسٹ کی تیاری کے لیے بھی گھنٹوں کتاب ہاتھ میں لیے رہتی تب کہیں اچھا ٹیسٹ دے پاتی تھی ایک مضمون یاد کرنے میں اسے گھنٹوں لگتے تھے لیکن وہ ایک صفحہ جسے اس نے سرسری نظروں سے پڑھا تھا آج دو سال بعد بھی حرف بہ حرف اسے یاد تھا شاید قرآن ہی وہ عظیم سچائی تھی جس کے لیے انسان کو بنایا تھا تبھی تو وہ اس کے دل کے نہاں خانوں میں جا بسا تھا۔ وہ جتنا گہرا مطالعہ عیسائیت کا کر رہی تھی اس کی تشنگی بڑھتی جا رہی تھی یہ مذہب اس کے اندر اٹھتے بہت سے سوالوں کا جواب دینے میں ناکام ہو چکا تھا۔
''خدا مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے جو تیرے سامنے اس حال میں آئیں گے کہ وہ سچے اور حق راستے پر ہوں گے میں جس راہ پر چل رہی ہوں اگر یہ گمراہی ہے تو اس سے چھٹکارا دے اور اگر سچ ہے تو دل کو قرار دے۔'' اس نے آنکھیں موند لیں۔ ہر روز کی طرح نیند آنکھوں سے بہت دور تھی۔

''اس کا کوئی ایسا دوست بھی نہیں ہے جانز! جس پر اس تبدیلی کا الزام سونپا جا سکے وہ اس روز کے بعد سے آج تک مذہب اسلام کے بارے میں کوئی کتاب تک نہیں لائی اس کے باوجود وہ مذہب اسلام کے بہت سے واقعات کا ذکر اکثر کرتی ہے۔ وہ ہمارے مذہب کے متعلق الٹے سیدھے سوال کرتی رہتی ہے مجھ سے اور پچھلے پندرہ دن سے تو حد ہی ہو گئی اس نے چرچ جانا بند کر دیا ہے۔'' اپنی بیٹی کی اس گمراہی پر جینیفر حقیقتاً رو پڑی اسے اینا سے جو محبت تھی اس پر کوئی شک نہیں کیا جا سکتا تھا۔
''تم نے مجھ سے ان باتوں کا ذکر کیوں نہیں کیا جینیفر؟'' جانز نے از حد تشویش سے استفسار کیا۔
''مجھے لگا میں اسے سمجھا لوں گی۔'' وہ افسردہ تھی اور وہ سوچ رہا تھا جب وہ کسی سے ملتی جلتی نہیں اسلام کے بارے میں کوئی کتاب لا کر پڑھتی نہیں ہے پھر اسے کہاں سے اتنی معلومات مل رہی ہے۔
''وہ بھٹک کیسے گئی مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے۔'' ایک بار پھر جینیفر سسک اٹھی۔
''یہ پتھروں کا نہیں الیکٹرونک کا دور ہے جینیفر! یہاں اپنی بات کہنے کے لیے ملنا ضروری نہیں ہوتا تمام معلومات آپ کو ایک کلک پر حاصل ہو سکتی ہیں۔'' جینیفر نے چونک کر اسے دیکھا پھر وہ اٹھ کر تیزی سے باہر نکلی واپسی پر اس کے ہاتھ میں اینا کا موبائل تھا۔

”جانز! اس میں صرف تین ہی نمبر سیو ہیں میرا آپ کا اور کروشو کا۔“ جانز نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا اور مختلف بٹن پریس کرنے لگا چند منٹوں میں ایک لمبی لسٹ جیفر کے سامنے تھی وہ موبائل پر نیٹ یوز کرتی تھی جیفر کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک پھیل گئیں۔ سب کچھ واضح تھا جانز کو ملال نے آ گھیرا۔

”یہ بے شک آج کل کی ضرورت ہے مگر اس کا غلط استعمال گمراہ کر دیتا ہے۔“ صبح ناشتے کی میز پر موبائل اس کے سامنے رکھتے ہوئے جانز نے اس کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں کتنے دنوں کی بے خوابی کی چغلی کھا رہی تھیں۔

”میں نے ابھی کسی راہ پر بھی قدم نہیں رکھا ہے ڈیڈ!“ اس نے دودھ کا گلاس واپس رکھ کر نظروں کو جھکاتے ہوئے کہا۔

”تم اپنی راہ کو چھوڑ کر جس راہ پر نظریں جمائے کھڑی ہو اینا وہ گمراہی ہے۔“

”جس راہ پر آپ چل رہے ہیں اس کے لیے من میں بہت سے سوال اٹھتے ہیں جس کا جواب مجھے کوئی نہیں دیتا ماما بھی نہیں دیتی ہیں اور ..... اور میں جانتی ہوں آپ بھی نہیں دے سکیں گے۔“ اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور موبائل لیے بغیر باہر نکل گئی۔

”جیفر! اینا کو کسی بھی طرح قابو کرو مجھے امکان ہے کہ مجھے اپنی تنظیم کا صدر بنا دیا جائے گا۔ میں اتنا بڑا مبلغ ہوں میری تقاریر لوگوں کے دل موہ لیتی ہیں، ایسے میں میری بیٹی ہمارے ہی مذہب کے خلاف اٹھ کھڑی ہو کتنی ہتک کی بات ہوگی یہ۔“ جانز ابا گر از حد پریشانی سے گویا ہوا۔

”یہ تو دنیا میں بے عزتی کا معاملہ ہے یہ سوچیں کہ ہم خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔“ جیفر جو جانز سے زیادہ مذہبی تھی خدا اور مسیح سے زیادہ محبت کرنے والی تھی اسے اینا ابا گر کی اس حرکت سے سخت ٹھیس پہنچی تھی۔

”آنٹی ناشتا ریڈی ہے؟“ اسی پل کروشو اپنی کتابیں لیے اپنے کمرے سے نکلا تو وہ دونوں چونکے۔

”ہاں آجاؤ۔“ اس نے کہا اور جانز اپنے کمرے میں چلا گیا۔

”آنٹی آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔“ کروشو نے جیفر کو مخاطب کیا۔

”ہوں .....“ وہ اپنی پریشانی میں مکمل گم تھی۔

”آنٹی مجھے جاب کی آفر ہو رہی ہے میں سوچ رہا تھا کہ یہ موقع نہ گنواؤں، پہلے بھی انکل نے منع کر دیا میں چپ ہو گیا جب جاب بھی کوئی خاص نہیں تھی لیکن اس بار جاب اچھی ہے تو .....“ جیفر چونک گئی کروشو کتنا بڑا ہو گیا تھا کہ اب اپنے فیصلے خود کرنے لگا تھا۔

”تم جاب کر لو۔“ جیفر نے اس بار اسے روکنا مناسب نہ سمجھا۔

”سچ آنٹی ..... مگر انکل .....؟“ کروشو کا چہرہ چمک گیا۔

”وہ منع نہیں کریں گے اب تمہاری شادی کی عمر ہو گئی ہے اچھا کماؤ گے تبھی تو کوئی لڑکی ملے گی۔“ وہ مسکرائی۔

”لڑکی تو میں ڈھونڈ چکا ہوں۔“ کروشو نے مسکراتے ہوئے کہا جیفر نے چونک کے اسے دیکھا۔

”تمہارا مطلب کیا ہے تم ہمیں بتائے بغیر اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتے ہو۔ کیسی لڑکی ہے، کیا کرتی ہے، کہاں رہتی ہے دیکھو کروشو! میں نے ایسی پرورش نہیں کی تمہاری کہ ..... مجھے ڈر ہے کروشو! کہیں تم مجھ سے دور نہ ہو جاؤ۔“ اینا کے باعث اس کا دل پہلے ہی دکھا ہوا تھا اس نے ساری بھڑاس اس کروشو پر نکالی۔

”آنٹی میں اینا سے پیار کرتا ہوں۔“ کروشو نے سنجیدگی سے کہا اور وہ اس بار پہلے سے زیادہ بُری طرح چونکی۔

”ہم نے کبھی اپنے رشتے داروں کے علاوہ کسی اور کی شادی میں شرکت تک نہیں کی پھر اب یہ کروشو کی فرینڈ پارٹی میں میری شرکت اتنی اہم کیسے ہو گئی؟“ اس نے بڑی بے چارگی سے جیفر سے پوچھا۔

''دیکھو اینا! تمہارے پاپا کو لگتا ہے تمہارے لیے کروشو ایک بہترین ہم سفر ثابت ہوگا۔'' جنیفر اسے ایک پارٹی میں جانے کے لیے تیار کرنے آئی تھی پر اس کی اس بات پر وہ بُری طرح چونکی۔

''اینا! کروشو اچھا لڑکا ہے وہ تمہیں پسند بھی کرتا ہے تمہارے ڈیڈ بہت خوش ہیں اس رشتے سے۔'' وہ بے دم قدموں سے بیڈ پر بیٹھتی چلی گئی۔

''اینا دیکھو بیٹا یہ ہم تمہاری خوشی کے لیے ہی تو کر رہے ہیں۔''

''آپ کو اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھنا چاہیے۔'' وہ بمشکل بول پائی۔

''کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے' کیا تم کسی کو پسند کرتی ہو؟'' وہ جانتی تھی جواب نفی میں ہوگا' اسی لیے بڑے سکون سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''میں تو ابھی تک پرانی راہ اور اس کے مسافروں کو ٹھیک سے سمجھ تک نہیں سکی پھر نئی راہ پر نئے ہم سفر کے ساتھ کیسے سفر شروع کردوں۔'' رگ رگ میں پھیلتی بے چینی کے ساتھ وہ بڑبڑائی تھی جنیفر نے لب بھینچ لیے۔ اس نے ہی جانز کو اس رشتے کے لیے راضی کیا تھا کیونکہ اسے لگتا تھا کہ اینا لڑکی ہے فی الحال جس چکر میں پڑگئی اس میں سے نکالنے کے لیے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اسے ایک اچھے سے انسان کے ساتھ جوڑ دیا جائے جو اسے سپنوں کی ایسی دنیا میں لے جائے جہاں سے وہ کبھی نکل نہ سکے اور وہ شخص اسے کروشو کی صورت میں مل گیا وہ اپنی بیٹی اینا کے لیے خوش تھی۔

''اینا تیار ہوگئیں؟'' کروشو نے اس کے روم میں جھانکا۔

''ہاں۔'' اینا کے بجائے جنیفر نے مسکرا کر کہا۔

''واؤ..... زبردست سسٹر! تم تو بہت پیاری لگ رہی ہو۔'' جولین نے بڑی حیرت سے اسے دیکھا وہ چاہ کر بھی جولین کو مسکرا کر نہ دیکھ پائی اسے اپنی اس چھوٹی سی فیملی میں سب عزیز تھے سب اس کی جان تھے۔

''چلیں اینا۔'' کروشو نے کہا تو وہ بمشکل چلنے پر خود کو آمادہ کرپائی اور اس کے ساتھ باہر نکل آئی۔

''اینا مجھے معلوم نہیں تھا کہ انکل اس رشتے کو قبول کرلیں گے میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اینا میں بہت خوش ہوں۔'' کار اسٹارٹ کرکے مین روڈ پر لاتے ہوئے اس نے اینا سے کہا وہ ہمیشہ سے کہیں زیادہ سنجیدہ لگ رہی تھی۔

''تم خوش ہو اینا؟'' کروشو کے سوال پر اس نے نظریں اٹھائیں خوشی کروشو کے انگ انگ سے جھلک رہی تھی۔

''پتا نہیں۔'' اس نے رخ پھیر لیا۔

''میری آنکھیں دیکھو اینا! اس میں تمہارے پیار کے سوا کچھ نہیں۔'' کروشو سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''میں تمہاری آنکھیں کیا دیکھوں کروشو تم دیکھو میری آنکھیں جو کسی کی تلاش میں اپنی نیند اور آرام جانے کب سے گنوا بیٹھی ہیں۔'' اس کے لب آپس میں پیوست تھے' اسی لیے اس کی اس کی خاموشی پر لب بھینچ کر رہ گیا۔

''جب میں نے تمہیں دعوت نامہ دیا تھا تو مجھے لگا تھا میرا کارڈ بے کار جائے گا۔'' کروشو کے دوست نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

''یہ میری کزن ہے اینا لاگر۔'' کروشو نے اس کا تعارف کرایا۔

''تمہیں ان کا تعارف کروانے کی ضرورت نہیں' میں انہیں جانتا ہوں۔'' اس کے کہنے پر اینا چونکی۔

''آپ مجھے جانتے ہیں' مگر کیسے؟''

''اتنے بڑے مذہبی اسکالر جانز لاگر کی بیٹی کسی تعارف کی محتاج نہیں' اپنے مذہب کے بارے میں زیادہ تو نہیں جانتا لیکن بڑے بڑے اسکالرز کو جانتا ہوں۔'' وہ مسکرایا اور اینا کی سنجیدگی مزید بڑھ گئی۔

''آئیں پلیز اندر چلیں۔'' وہ دونوں اس کے پیچھے اندر داخل ہو گئے وہاں اس کے کالج فیلو بھی تھے اس کے باوجود اسے ہر لمحہ گزارنا مشکل لگ رہا تھا۔

''کروشو چلیں۔'' دو گھنٹے بعد اس کی بے چینی حد سے بڑھی تو اس سے وہاں بیٹھنا محال ہو گیا۔ وہ کروشو کی طرف مڑی جو بے قراری چھپائے لب بھینچے داخلی دروازے کو دیکھ رہا تھا' چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

''چلو۔'' اس کا اپنا ماحول ایسا نہیں تھا پارٹی میں خود وہ بھی ایزی فیل نہیں کر رہا تھا اگر جنیفر نے نہ کہا ہوتا تو وہ خود کبھی نہ آتا۔ وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ دروازے پر ایک ہیوی بائیک آ کر رکی اس نے بے اختیار ایک گہری سانس لی' اس کا آنا بے کار نہ جا سکا وہ جس مقصد کے لیے یہاں آیا تھا وہ بس اب چند قدم کے فاصلے پر تھا۔

''تمہاری پارٹی میں رونق تو اب آئی ہے۔'' بہت سے لوگ اٹھ کر آنے والے کے استقبال کے لیے چلے گئے' دروازے پر رش لگ جانے کے باعث وہ دونوں وہیں بیٹھے رہ گئے۔

''اینا دیکھو اس لڑکے کے گلے لڑکوں سے زیادہ لڑکیاں لگ رہی ہیں۔'' کروشو نے اسے مخاطب کیا۔

''جہنم میں عورتیں زیادہ ہوں گی۔'' اس نے اس طرف سے نظریں پھیر لی تھیں' کروشو کے لب بھینچے تھے یہ کس مذہب کا ماننا تھا وہ جانتا تھا۔ اس شخص کا فاصلہ ان کی ٹیبل پر سے گزرتے ہوئے رکا۔

''ہائے کروشو..... تم یہاں کیسے نظر آ رہے ہو؟'' وہ مخاطب کروشو سے تھا لیکن اس کی نظریں اینا پر تھیں اور جن نظروں سے دیکھ رہا تھا' کروشو کو خاصا ناگوار گزرا اس کی بے باک نظروں کو برداشت کرنا اینا کے بس میں نہیں تھا۔ اس کا جی چاہا اس شخص کے منہ پر کھینچ کر تھپڑ مارے۔

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی عورتوں سے کہو چادر کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈال لو۔'' اسے یہ آیت پوری عبارت کے ساتھ یاد نہ آئی لیکن یہ حصہ بھی اسے گونگا بہرہ بنا گیا' اس کا باپ جس مذہب کو برا کہتا تھا خدا نے ہر اچھائی اسی مذہب میں اتاری تھی' مگر کیوں.....؟

''اگر میں نے اپنا جسم چہرے سمیت چھپا رکھا ہوتا تو یقیناً یہ بے ہودہ نظریں مجھ پر یوں نہ گڑی ہوتیں۔'' پچھلے ایک سال سے وہ اسلام کو اسٹڈی کر رہی تھی جس کی ہر بات حق اور سچ تھی یہ بات اکثر مواقع پر اس پر ثابت ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں جھکتی چلی گئیں' سامنے کھڑا شخص بری طرح چونکا۔ وہ نہ تو نظریں جھکا رہی تھی نہ ہی کسی قسم کا کوئی رسپانس دے رہی تھی۔

''تم کیسے ہو نازان عصر؟'' کروشو نے کہا مگر وہ اینا لاگر کو ہی دیکھے جا رہا تھا۔ جو پتا نہیں کس سوچ میں گم تھی۔

''نازان عصر.....'' کروشو کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اینا کو وہاں سے غائب کر دیتا۔

''غزنی آؤ تمہارے لیے میں نے آج زبردست شراب منگوائی ہے۔'' پارٹی میزبان اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے گیا وہاں شراب کی بوتلیں رکھی تھیں اور سب سے زیادہ وہی پی رہا تھا۔

''کتابوں میں بڑی بڑی باتیں لکھنے والوں کی حقیقت دیکھو ذرا یہ ہیں مسلمان۔'' کروشو تنفر سے کہتا کھڑا ہوا اور اینا لاگر کو ہوش سا آیا اسے یوں زبردستی پارٹی میں لانا اتنی دیر تک بیٹھنا اور اس شخص کے آتے ہی واپسی کے لیے چل دینا تو یہ سب ایک گمراہ مسلمان کی نمائش کا ڈرامہ تھا وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

''اتنے عیسائیوں کو گمراہ دیکھ کر تم مذہب عیسائی سے بدظن نہیں ہوئے' میں ایک گمراہ مسلمان کو دیکھ کر اسلام سے بدظن ہو جاؤں گی' ایسا کیونکر لگا تمہیں؟'' وہ درشتگی سے بولی' کروشو نے چونک کر اسے دیکھا وہ سچ مچ ایک ذہین لڑکی تھی یہ جنیفر کا ہی پلان تھا کہ اس کا دل اسلام سے برا ہو سکتا ہے جب وہ گمراہ مسلمانوں کو دیکھے گی کہ یہ مسلمان کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں وہ اپنی بات مکمل کر کے باہر نکل گئی۔ بمشکل کروشو نے بھی اس کی تقلید کی۔

''آنٹی اینا مذہب اسلام کو بہت زیادہ پڑھ چکی ہے بلکہ شاید وہ یہ مذہب قبول کر چکی ہے۔'' کروشو نے گویا دھماکہ کیا۔

''کیا بکواس کر رہے ہو کروشو'' جنیفر کو لگا جیسے اس کا دل دھڑکنا بھول گیا ہو۔

''جس لمحے میں نے اسلام قبول کیا اس پل میں یہ گھر چھوڑ دوں گی۔'' اسی پل اینا نے لاؤنج میں قدم رکھا۔

''اینا......تم......'' جنیفر کی پیشانی پر پسینہ پھوٹ نکلا۔

''تمہارے دل میں جو بھی سوال اٹھتے ہیں تم اس پر اپنے ڈیڈ سے بات کرو تم یقین کرو اینا تمہیں پتا چلے گا تمہارا مذہب کتنا سچا ہے اور اسلام سے بڑا سخت اور مشکل کوئی مذہب نہیں۔ تمہیں تمہارے ہر سوال کا جواب ملے گا۔'' وہ اس کے پاس آئی وہ اسے بے تحاشا پیار کرتے ہوئے بولی۔

''میں آپ لوگوں کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہتی مام! لیکن آپ لوگ میرے ساتھ ایسا کریں گے تو میں ریئلی یہ گھر چھوڑ دوں گی۔ مجھے میری زندگی جینے کا حق دیں مجھ سے یہ حق مت چھینیں آپ لوگ۔ مجھے کسی بھی بے عمل مسلمان کو دکھا کر اسلام سے بدگمان کرنے کی کوشش مت کریں اور میں کروشو سے شادی بھی نہیں کروں گی کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہے میں تھک گئی ہو مام اس جھوٹے راستے پر چلتے ہوئے میں نے پندرہ دن پہلے اسلام قبول کرلیا ہے۔ میں چرچ بھی اسی لیے نہیں جاتی کیونکہ میں......'' اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی جنیفر نے اسے دھکا دے کر خود سے الگ کیا وہ لڑکھڑا گئی اگلے پل جنیفر نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا اس بار وہ خود کو سنبھال نہ پائی اور گھوم کر صوفے پر جا گری۔ جنیفر نے آگے بڑھ کر اس پر تھپڑوں کی برسات کردی۔

''یہ کیا کیا تو نے اینا......! مسیح کی منکر ہوگئی تو......'' جنیفر اس کی آخرت تباہ ہوجانے پر روتے ہوئے اسے بے تحاشا پیٹ رہی تھی اور وہ آواز نکالے بغیر خاموشی سے پٹ رہی تھی جنیفر اس کی سگی ماں نہیں تھی مگر اینا ابا گر اس سے بدگمان نہیں تھی اینا ابا گر کے دل میں ایک بار بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ اس کی سگی ماں ہوتی تو اسے سمجھنے کی کوشش کرتی۔ جنیفر کا اس پر احسان تھا اس نے اسے سگی ماں سے زیادہ پیار دیا تھا لیکن یہ خاموشی سے پٹنا اور اپنے بچاؤ کی کوشش تک نہ کرنا' کسی احسان کے تحت نہ تھا بلکہ یہ تو اس کے رب عزوجل کا فرمان تھا کہ ''ماں باپ کو اُف تک نہ کہو'' اور نماز کے بعد یہ دوسرا حکم تھا جس پر عمل کی سعادت نصیب ہو رہی تھی۔

''پلیز آنٹی چھوڑیں اسے۔'' اس کے سفید چہرے پر نیلے نیلے داغ پڑ گئے تھے جنیفر کے جوتوں نے اسے بہت زخمی کردیا تھا۔ کروشو سے اس کی یہ حالت برداشت نہ ہوئی اس نے آگے بڑھ کر اینا کو چھڑانا چاہا۔

''کیسے چھوڑوں اسے نہ جانے کن باتوں کو پڑھ کر پاگل ہوگئی ہے ایسے کیسے اسے خود کو تباہ کرتے دیکھوں۔'' وہ پھر اسے مارنے کو لپکی۔

''پلیز آنٹی! انکل کو آنے دیں وہ خود اس سے پوچھ لیں گے۔'' کروشو نے جنیفر کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا ورنہ شاید آج وہ جان سے ماردیتی۔ کروشو اسے بڑی مشکل سے قابو میں کیے ہوئے تھا۔ جانز ابا گر گھر آیا تو اینا ابا گر کو صوفے پر نیم مردہ حالت میں دیکھ کر ساکت رہ گیا۔

''جانز! اینا نے اسلام قبول کرلیا۔'' جنیفر کی روتی آواز نے اس کے قدموں سے زمین کھینچ ڈالی وہ لڑکھڑا کر زمین پر بیٹھ گیا۔ آج ہی اسے اس کی تنظیم کا صدر بنایا گیا تھا۔ آج اسے اتنی بڑی خوشی ملی تھی عمر بھر کی ریاضت کا صلہ ملا تھا اور آج جنیفر یہ کیا کہہ رہی تھی' اسے لگا وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہے ابھی آنکھ کھلے گی اور سب ٹھیک ہوگا۔ ابھی اینا اس سے اس کی خوشی شیئر کرے گی دن بھر کے واقعات بتائے گی وہ ابھی اٹھے گی اور اس کی پسند کا کھانا بنائے گی مگر نہیں اینا ابا گر تو مرچکی تھی یہ جو سامنے ہے یہ تو پتا نہیں کون تھی اس نے تاسف سے پوچھا۔

''وہ یہ گھر چھوڑ کر جارہی ہے۔'' جنیفر نے سسکیاں لیتے ہوئے بمشکل کہا۔ وہ تو بورڈنگ بھی نہیں جانا چاہتی تھی اسے چھوڑ کر پھر بھلا وہ کہیں اور کیسے جاسکتی تھی وہ اسے کیسے چھوڑ سکتی تھی' اس نے ہاتھ بڑھا کر اینا ابا گر کو اٹھایا' کیا پتا جنیفر کو غلط فہمی ہوئی ہو کیا پتا اینا نے کچھ اور کہا ہو جنیفر نے کچھ اور سنا ہو اس نے اینا ابا گر کو جھنجوڑ ڈالا اس نے آنکھیں کھولیں اور پھر بند کرلیں جنیفر نے اسے بہت مارا تھا اس کے بدن پر پڑے نشان جانز ابا گر کے دل کو چیر رہے تھے۔

''اینا اٹھو......اٹھو بیٹا!'' وہ رندھی ہوئی آواز میں بولا اینا ابا گر نے بڑی مشکل سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ کروشو نے پانی لا کر دیا' اس نے اسے پانی پلایا' اس کی حالت بحال ہوئی تھی وہ اٹھ بیٹھی۔

''مام کیا کہہ رہی ہیں اینا!'' جانز نے اس سے تصدیق چاہی شاید وہ جینیفر کی بات کا یقین نہیں کر پا رہا تھا' اسے لگ رہا تھا جینیفر اس کی بیٹی کے بارے میں جھوٹ بول رہی ہے بھلے لاکھ پیار سے اس نے اینا کو پالا تھا لیکن تھی تو سوتیلی ماں۔

''مام مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں ڈیڈ! وہ میرے بارے میں کچھ بھی غلط نہیں کہہ سکتیں۔'' اس کی دلیری پر کروشو کے لب بھینچے جینیفر نے اسے صرف مذہب کی خاطر مارا تھا لیکن جانز لاگر کی تو عزت اور ساکھ کا معاملہ تھا وہ تو پتا نہیں کیا حشر کرے گا۔

''وہ کہہ رہی ہیں تم نے اسلام قبول کر لیا۔'' کوئی گنجائش تھی شاید ابھی بھی اس نے یہ سوال پوچھا۔

''میں نے جو راہ سچی دیکھی اس پر قدم رکھ دیا۔'' اینا نے دلیری سے کہا۔

''اینا تم کچھ نہیں جانتیں ابھی بچی ہو تم۔'' اس نے حد درجہ برداشت سے کام لیا تھا۔

''جو جان گئی ہوں وہ کافی ہے ڈیڈ!''

''کیا جان گئی ہو تم؟'' وہ دہاڑ اٹھا۔

''یہی کہ اللہ ایک ہے' اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم برحق آچکا ہے اور قرآن اس کی کتاب ہے' اس کے نبی علیہ صلوۃ والسلام بے شک اور بھی ہیں لیکن ان کے ماننے کا صحیح طریقہ صرف قرآن میں درج ہے اور قرآن ہی وہ کتاب ہے جو جس طرح نازل ہوئی اب تک ویسی ہے اس کے لاتعداد نسخے ہیں' ایک حرف کا معمولی سا فرق بھی نہیں ملے گا چاہے کسی بھی ملک کے کسی بھی شہر کی کسی بھی گلی کے کسی بھی مکان میں موجود قرآن کو پڑھا جائے' نقطے کا بھی فرق نہیں ملے گا جب کہ بائبل ایک ہی شہر کے تین چرچ میں تین الگ الگ بائبل موجود ہیں بتائیں آپ ایسا کیوں ہے؟'' اس نے نہایت اطمینان سے اپنی بات مکمل کی۔ جانز لاگر کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔

''ایک بائبل میں ایک واقعہ پر پانچ لاکھ لوگ بتائیں جاتے ہیں تو دوسری بائبل میں اسی واقعہ کے لیے دس ہزار لوگ بتائے جاتے ہیں' اب سچ کیا ہے پانچ لاکھ یا دس ہزار...... آپ بتائیں سچ کیا ہے؟ لیکن نہیں مجھے آپ سے یہ سوال نہیں کرنے چاہیے کیونکہ آپ کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں۔ بائبل میں اتنا فرق اور قرآن میں کوئی فرق نہیں اس کی وجہ میں آپ کو بتاتی ہوں قرآن وہی حق ہے ڈیڈ! جس کی حفاظت کا ذمہ خدا نے خود لے رکھا ہے اور خدا نے مجھ پر کرم کیا ہے ڈیڈ! دیکھنے کے لیے جو آنکھیں دی ہیں ان سے مجھے حق دکھا دیا' پلیز ڈیڈ مجھے سمجھنے' میری محبت کو سمجھنے مجھے اپنے رب سے محبت ہے۔'' اس نے روتے روتے اپنی بات مکمل کی۔ جانز لاگر کا ہاتھ اٹھا اور اس کے زخمی چہرے پر اپنے نشان چھوڑ گیا۔ جانز نے اسے جانوروں کی طرح پیٹنا شروع کر دیا اور اس وقت تک نہیں رکا جب تک خود نہیں تھک گیا۔ جینیفر زبردستی اسے کمرے میں لے گئی' کروشو نے آگے بڑھ کر اسے دیکھا لیکن وہ بے سدھ تھی۔ وہ رات بھی کے لیے بھاری تھی اس کی معمولی سی بیماری پر ساری رات اس کے سرہانے گزارنے والے ماں باپ اس کی بے تحاشا کراہوں اور سسکیوں پر بھی نہ پگھلے تھے۔ صبح جانز ایک بار پھر ناممکن سی کوشش کرنے چلا آیا۔

''اینا! وہ مذہب چھوڑ دو مجھے تمہاری وجہ سے رسوا ہونا پڑے یہ میں کبھی گوارا نہیں کروں گا۔''

''اور یہ تو میں بھی گوارا نہیں کروں گی کہ میں آپ کی وجہ سے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منکر ہو جاؤں۔'' اس نے خاموشی سے سوچا وہ یہ کہہ کر باپ کو اور مشتعل نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''اینا میں کیا کہہ رہا ہوں تم سے؟'' وہ غصے سے دہاڑا۔

''میں ایسا نہیں کر سکتی ڈیڈ!'' اس نے بے بسی سے کہا۔ دین اسلام کی محبت اللہ نے اس کے دل میں ڈالی تھی اب پھر غلط راہوں پر قدم نہیں رکھ سکتی تھی یہ طے تھا۔

''بکواس نہیں سننی ہے مجھے تمہاری۔'' اس کی داہنی آنکھ پر خاصا بڑا زخم تھا' جس کے باعث اس کی آنکھ بند تھی اور پورا چہرہ سوج کر نیلا ہو رہا تھا' جانز نے ایک تاسف زدہ نظر اس پر ڈالی۔

''میں واپسی پر تم سے بات کرتا ہوں لیکن تب تک تمہارا کھانا پینا بند۔''

"آپ مجھے جان سے بھی مار ڈالیں گے تو میں اپنا فیصلہ نہیں بدلوں گی۔" یہ اللہ کی محبت تھی جس نے اسے اتنا مضبوط کر ڈالا تھا۔

"میں دیکھتا ہوں تم کب تک اس پر قائم رہتی ہو۔" اس کے باپ نے باہر سے دروازہ لاک کر دیا تھا' دو دن تک بند کمرے میں وہ تڑپتی سسکتی رہی لیکن اسے اپنے اللہ پر پورا بھروسہ تھا وہ بے سدھ بیڈ پر پڑی تھی جب اچانک دروازہ کھلا۔

"کہو اینا! کیا فیصلہ ہے تمہارا؟" ایک پل کے لیے جانز لا گر کا دل کانپا وہ یوں بے سدھ پڑی تھی گویا مر چکی ہے لیکن بڑی دیر بعد اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔

"وہی......" اس کی آواز تو نہ آئی بس ہونٹ ہلے تھے۔

"ٹھیک ہے مجھے لگا تم بھوکی رہو گی تو مان جاؤ گی لیکن یہ میری بھول تھی۔"

"میں نے تو کہا تھا آپ مجھے جان سے بھی مار ڈالیں گے تو میں اپنا فیصلہ نہیں بدلوں گی۔" اس کا لہجہ پہلے سے زیادہ مستحکم اور مضبوط تھا۔ جانز سر ہلا کر رہ گیا اپنی نام نہاد عزت بچانے کے لیے جانز کچھ بھی کر سکتا تھا اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

"جینیفر وہ لوہے کی سلاخیں گرم کر کے لاؤ۔"

"جان سے مار دیں گے کیا اسے؟" جینیفر لرز گئی۔

"نہیں...... جب تک وہ واپس اپنی زبان سے اقرار نہیں کرتی عیسائی ہونے کا تب تک میں اسے مرنے نہیں دوں گا۔" اسے لگا تھا وہ اس کے باپ ہیں اس کے ساتھ بہت بُرا نہیں کریں گے اس کی محبت کو سمجھیں گے اور شاید اسے گھر سے نکال دیں مگر وہ اسے یوں اذیت دیں گے اس کا اس نے تصور تک نہیں کیا تھا کرسٹو سے اس کے منہ پر پٹی بندھوا کے اس کے باپ نے وہ گرم گرم سلاخیں اس کے ہاتھ پر رکھ دی تھیں وہ چیخ سکی نہ مر سکی جینیفر باہر نکل گئی وہ اس سے واقعی محبت کرتی تھی تبھی اس سے دیکھا نہ گیا۔

"اپنا فیصلہ بدل رہی ہو؟" اس کے باپ نے پوچھا وہ تکلیف سے بے ہوش ہو گئی لیکن اسے یاد تھا بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے نفی میں سر ہلا دیا تھا' اس کی آنکھیں کھلیں تو مزید دو دن گزر چکے تھے' اس کے ہاتھوں پر پٹی بندھی تھی اس نے سامنے لگے شیشے پر نظر ڈالی چہرہ بہت بدنما ہو چکا تھا۔

"اے رب العالمین! اگر میں اس حال میں مر جاؤں تو میری پندرہ دن کی عبادتوں کے طفیل میری عمر بھر کی خطاؤں کو معاف کر دینا۔" اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو اندازہ ہوا یہ خاصا مشکل کام ہے اس کا انگ انگ شدتِ درد سے بے حال تھا' کچھ دیر بعد دروازہ کھول کر اندر آتی اس کی ماں چونک گئی۔

"اینا! تم اٹھ گئیں۔" وہ کچھ نہ بول سکی ماں پلٹ گئی واپسی پر اس کے ساتھ کھانا تھا۔

"مجھے افسوس ہے بیٹا! تمہارے ڈیڈ تمہارے ساتھ اتنی سختی سے پیش آئے مگر وہ سب تمہاری بھلائی کے لیے کر رہے ہیں۔" وہ پھر بھی چپ رہی۔ "کچھ کھا لو بیٹا! تم نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا۔" انہوں نے اسے اٹھنے کے لیے سہارا دیا مگر وہ بُری طرح کراہ اٹھی جانے کہاں کہاں زخم تھے جو دوا نہ ہونے کے سبب پھوڑے کی طرح دکھ رہے تھے اور اس وقت انجانے میں جینیفر کا ہاتھ لگنے کی وجہ سے تکلیف مزید بڑھ گئی۔

"تم کچھ کھا لو میں تمہارے لیے دوا لاتی ہوں۔" اس کا سر نفی میں ہلنے لگا' اس سے یہ درد سہا نہیں جا رہا تھا جینیفر باہر نکل گئی۔

"یہ درد کی ٹیبلٹ ہے یہ کھا لو۔" اس نے خالی پیٹ وہ گولیاں کھا لیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے جینیفر سے اس کی حالت دیکھی نہیں جا سکی۔

"اینا اپنے ڈیڈ کی بات مان لو بیٹا!" اس نے نفی میں سر ہلایا جینیفر تڑپ کے رہ گئی۔ جینیفر سے اسے اس حال میں دیکھا نہ گیا وہ باہر نکل گئی لیکن جانز کو اس نے اینا پر تشدد نہ کرنے کے لیے منا لیا تھا پر وہ جس وجہ سے رکا تھا وہ اینا کے لیے زیادہ پُر تشدد تھی۔

"آج رات ہم تمہاری شادی کرسٹو سے کر رہے ہیں۔" ابھی تو وہ زخموں کی تاب نہ لا پا رہی تھی' بھوک سے حلق میں جان آ گئی تھی لیکن مزید روح فرسا خبر اسے سنا دی گئی وہ اپنے دفاع کے لیے یہاں سے بھاگتی بھی تو کہاں جاتی' اسے لگا اس کا دماغ پھٹ جائے گا۔

"میرے مولا میں مجبور ہوں' میں اب کچھ نہیں کر سکتی' مجھے تجھ سے محبت ہے اللہ مگر میں کیا کروں کیسے انہیں روکوں۔" روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ "میں ہار گئی

مولا...... ہار گئی۔" معاً اسے کچھ یاد آیا تو اس کی ویران آنکھوں میں چمک اتر آئی جب وہ اسلام کو اسٹڈی کر رہی تھی تب ایک واقعہ پڑھا تھا غزوہ بدر کا جس میں تین سو تیرہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لاتعداد مشرکوں کا مقابلہ کیا تھا حالانکہ یہ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے کہیں نہ کہیں ان کے دل میں ہارنے کا ڈر تھا لیکن تب خدا نے فرشتے بھیجے تھے ان کی مدد کی تھی۔ اس واقعہ میں مسلمانوں کی ہمت واستقامت نے اسے ازحد متاثر کیا تھا وہ سب خدا سے محبت کرنے والے تھے اور ان کی جیت خدا کی ان سے محبت کی نشانی تھی۔

"میں مقابلہ کروں گی' میں ضرور لڑوں گی۔" اس نے پُرعزم انداز میں عہد کیا۔ اسے لگ رہا تھا اس کا اللہ اس کے ساتھ ہے' وہی ہے جو اس حال میں بھی اسے ہمت وعزم سے نواز رہا ہے۔

"چھ سال پہلے جب تم میرے پاس آئی تھیں تو میں نے تمہارے سامنے سب سے پہلے یہ آپشن رکھا تھا کہ تم شادی کرلو۔" ڈاکٹر زبیر داؤد کے بلانے پر آج وہ ان سے ملنے آئی تھی۔ ان چھ سالوں میں کسی باپ کی طرح انہوں نے اس کا خیال رکھا تھا۔ گھر چھوڑنے کے بعد اس نے اسلامک سینٹر میں ان سے ہی رابطہ کیا تھا وہ ان کے پاس اسی شرط پر آئی تھی کہ وہ اسے کسی بھی طرح شو نہیں کریں گے وہ اپنے باپ کی رسوائی کا سبب نہیں بننا چاہتی تھی۔ گھر چھوڑنے کے بعد باپ سے بچنے کے لیے اس نے اپنی شناخت چھپانے کے لیے قرۃ العین نام رکھ لیا تھا' عبایا اور حجاب لینا بھی شروع کردیا تھا۔ ڈاکٹر زبیر داؤد کے اسپتال میں ریسپشن پر حجاب کے ساتھ جاب کرکے اس نے اپنی پڑھائی مکمل کی تھی اور آج کل وہ یونیسیف میں جاب کر رہی تھی جو کہ بالکل اس کے مزاج کے مطابق تھی۔ ڈاکٹر زبیر داؤد اس کی جاب کے لیے راضی نہ تھے مگر وہ کسی کا احسان نہیں لینا چاہتی تھی کیونکہ ایک شخص کا احسان لے کر وہ آج تک اس کا بدلہ نہ چکا پائی تھی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ آج آپ نے مجھے ان باتوں کے لیے بلایا ہے۔"

"قرۃ العین یہ کوئی بُری بات تو نہیں ہے۔" مسز زبیر داؤد نے کہا۔ وہ دھیمے سے مسکرادی۔

"میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ سب بُرا ہے مگر میں بے سائبانی کے عالم میں شادی نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ اس طرح میں اپنے شریک سفر پر بوجھ بن جاتی' کسی بے سہارا کی مدد چند دن تو ہوسکتی ہے لیکن یہ بوجھ ساری زندگی نہیں اٹھایا جاسکتا۔" اس کی آنکھیں جانے کیوں نم ہوگئی تھیں۔

"قرۃ العین......" وہ دونوں میاں بیوی اس کے کھوئے کھوئے انداز کو دیکھ کر محبت سے بولے۔

"تم نے ایسا کیسے سوچا...... مذہب اسلام میں مرد خود سے وابستہ عورت کو کبھی بوجھ نہیں سمجھتے' وہ یہ ذمہ داری تاحیات خوشی سے نبھاتے ہیں۔" مسز زبیر داؤد کے خفگی سے کہنے پر وہ کچھ نہ بولی۔

"اب تو تم یقیناً مستحکم ہو ایک اچھی پوزیشن رکھتی ہو اسی لیے اب یقیناً تمہیں شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔" ڈاکٹر زبیر داؤد نے جواز پیش کیا۔

"تمہارے لیے ایک رشتہ آیا ہے۔" اس نے مضطرب سے پہلو بدلا تو وہ دونوں اس کی بے چینی واضطراب پر پریشان ہوگئے۔

"قرۃ العین کوئی مسئلہ ہے بیٹا!" مسز زبیر داؤد نے محبت سے پوچھا تو وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی اور نفی میں سر ہلانے لگی۔

"تم اس لڑکے سے ایک بار مل لو مجھے امید ہے کہ وہ تمہیں پسند آئے گا۔" زبیر داؤد نے ہر رشتہ کے لیے یہ جملہ بولا تھا اور اس نے ہر بار ملے بغیر انکار کردیا تھا۔ اس کا سر خود بخود نفی میں ہلنے لگا' دانتوں تلے ہونٹ دبائے اپنی اضطراری سی کیفیت پر قابو پانے میں مگن ان دونوں کو قدرے چونکا سی گئی۔

"یہ انکار کسی کا انتظار ہے کیا؟" مسز زبیر داؤد کے کہنے پر وہ اچھل کر کھڑی ہوئی اور پھر نفی میں سر ہلاتے تیزی سے باہر نکل گئی' بہت دیر تک اس نے خود پر قابو پایا' اس سے ڈرائیونگ تک نہیں ہو پارہی تھی' گھر پہنچنے تک ایک ہی فقرے کی گونج اس کے ساتھ تھی۔

"یہ انکار کسی کا انتظار ہے؟" بستر پر اوندھے منہ گرتے ہوئے اس نے کانوں پر تکیہ رکھ لیا تھا مگر یہ آواز پھر بھی بند نہ ہوسکی۔

"اینا! یہ انتظار لاحاصل ہے۔" دل نے چپکے سے کہا تھا آنکھوں سے ایک آنسو ٹپکا اور تکیہ میں جذب ہوگیا۔ وہ چونکی سب اسے قرۃ العین کہتے تھے پھر یہ اینا...... دل نے یہ نام

کس سے سیکھا۔

”میرے خدا یہ خواہش کب دل میں پنپ اٹھی مجھے نہیں معلوم۔ یا خدا مجھ پر اتنی مہربانیاں ہیں تیری کہ شکر کی بھی استطاعت نہیں ہے میری اور تجھ سے مزید کی طلب بھی ختم نہیں ہوتی۔ تو ہی میرا مالک پروردگار ہے تجھ سے ہی مانگوں گی میرے دل کو قرار دے میرے دل کو قرار دے۔“ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

”ساری زندگی اس کا انتظار...... مولا مجھ پر رحم فرما میرے دل سے اس کو نکال دے۔ میں نے تیری شناخت سے اطاعت تک ہر کام خود کیا' میں نے جو کیا تیری چاہت میں کیا پھر یہ کیسے ہو گیا مجھے نہیں خبر۔ وہ کس راستے میرے اندر آیا' مجھے تو اب تک اس راستے کا ہی پتا نہیں مل سکا۔ ساری زندگی اس کا انتظار جسے کبھی نظر بھر کر دیکھا نہیں' اس کا ہر نقش دل پر نقش ہو گیا۔ یہ کیا ہے یا رب تیری بے شمار نعمتوں میں ایک نئی نعمت یا مجھ گناہ گار کی کوئی آزمائش' یہ نعمت ہے تو شکر گزار بنا دے کوئی آزمائش ہے تو صبر عطا فرما۔“ ہر پر پوزل پر وہ ایسے ہی تڑپ جاتی تھی' یہ کچھ نیا نہیں تھا دو سال سے یہ سلسلہ بھی جاری تھا۔ رات دھیرے دھیرے گزرنے لگی مگر اس کی بے چینی کم نہ ہوئی۔

❁......❁......❁

”میم! یو یسیف کے ہیڈ کوارٹر سے کچھ لوگ آئے ہیں' اندر ان سے میٹنگ ہو رہی ہے۔“ وہ چونکی' اسے اس بات کا بالکل دھیان نہیں رہا تھا وہ لب بھینچتی میٹنگ ہال کی طرف آ گئی۔

”آیئے مس ......“ میڈم نے اسے گھورا تو وہ اپنی چیئر کھسکا کر بیٹھ گئی۔

”جی سر! آپ کیا کہہ رہے تھے۔“ سر کی آواز پر اس کی نظریں اٹھیں اور پھر پلٹنا بھول گئیں۔ بے حد مغرور نقوش میں بے پناہ وجاہت سمیٹے وہ چیئرمین کی سیٹ پر بیٹھا شخص اسے اردگرد کا سب بھلا گیا تھا۔ اس کی اٹھی ہوئی ناک بڑی بڑی سرخ سی آنکھیں اور پیشانی پر آئی کچھ سلوٹیں کسی کو بھی بے تکلف ہونے نہیں دے رہی تھیں ورنہ یہاں تو سبھی بے تکلفی سے ملنے والے لوگ تھے۔

دوپہر ایک بجے کے قریب وہ لوگ اس میٹنگ سے فارغ ہوئے تھے' وہاں موجود لڑکیاں ہی نہیں بلکہ لڑکے بھی اس سے خاصے متاثر تھے۔ میٹنگ کے بعد کھانے کا انتظام تھا' وہ اپنے حجاب کی وجہ سے یہاں کھانا نہیں کھا سکتی تھی اسی لیے وہ اپنے روم کی طرف جانے لگی۔

”قرۃ العین ......“ وہ جو اس کی طرف پشت کیے اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تھا چونک کر مڑا' سامنے میڈم کھڑی تھیں مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھیں وہ کہیں اور دیکھ رہی تھیں' اس نے ان کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا' عبایا اور حجاب میں موجود لڑکی کو اس نے تبھی دیکھ لیا تھا جب وہ ہال کے اندر داخل ہوئی تھی مگر وہ قرۃ العین ہو گی وہ ساکت رہ گیا۔ کیا وہ ابھی تک قرۃ العین ہی تھی ایسا کیسے ہو سکتا تھا ایک وقتی طور پر دیئے جانے والے نام کو اس نے ہمیشہ کے لیے اپنا لیا تھا مگر کیوں...... کیا چھ سال گزر جانے کے بعد وہ اسے بھولی نہیں تھی لیکن یہ وہی قرۃ العین تھی اس کا کیا بھروسہ تھا۔ وہ کیا کرے کیا اس سے جا کر پوچھے لیکن پوچھے کیا کہ تم وہی قرۃ العین ہو جس کے جانے کے ساتھ میری نیند میرا چین بھی کہیں چلا گیا۔

”وہ......“ وہ اپنے خیالوں سے باہر نکلا تو چونکا وہ عین اس کے سامنے کھڑا تھا۔ حیرت کی بات نہیں تھی اس نے کبھی اس لڑکی کے لیے کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کیا تھا۔

”تم اینا ہو...... تم پر میرے کچھ قرض ہیں۔“ حجاب کے باوجود اس کا سٹپٹانا محسوس کیا جا سکتا تھا' اسے یوں لگ رہا تھا اردگرد سب خالی ہو چکا ہے وہاں کوئی موجود نہ تھا' وہ پلٹ کر باہر نکل گئی اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اسے حجاب کے باوجود پہچان لے گا مگر وہ تو اسے اس کے نام کے باعث پہچانا تھا جو نام خود اس نے دیا تھا۔ وہ حیرت سے ساکت کھڑا رہ گیا۔ یہ وہ قرۃ العین نہیں تھی ان دونوں کے بیچ کوئی لڑائی نہیں تھی کہ انہیں ایک دوسرے سے بھاگنا پڑتا۔ یہ تو کوئی اور تھی جو شاید اس سے ڈر گئی تھی کیونکہ اس قرۃ العین کو نگاہیں جھکانا نہیں آتی تھیں وہ تو بڑے غور سے اسے دیکھا کرتی تھی اور دیکھتی ہی رہتی تھی۔ یہ شاید کوئی اور تھی جسے اس نے ڈسٹرب کر دیا تھا اس نے سر جھٹک کے اپنے خیال کی نفی کی اور باہر نکل گیا۔

”یا رب میں تیرا بہت گناہ گار بندہ ہوں' تیری بارگاہ میں جب ہاتھ اٹھاتا ہوں اسے ہی طلب کرتا ہوں' جو مجھ گناہ گار کو تیرے رستے پر ڈال گئی' مجھے اس سے ملا دے الٰہی! مجھے اس سے ملا دے پھر تیری عبادت جب کروں گا تو فقط تیرے لیے کسی اور کی طلب ہو گی نہ خواہش میری عبادتوں کو خالص کر دے اس محبت سے بے چین دل کو قرار دے مجھے اس

سے ملا دے۔" وہ ساری رات ہر رات کی طرح گزری تھی خدا سے دعا کرتے اور تڑپتے۔ صبح ایک منی آرڈر اسے موصول ہوا جس میں اس کے قرض کی رقم تھی وہ اتنی ہی رقم تھی جتنی وہ اس پر کبھی خرچ کر چکا تھا اس نے ایک گہرا سانس لیا خدا نے اس کی ساری دعائیں قبول کر لی تھیں۔

"او مائی گاڈ!" جینیفر اسے اٹھانے کے لیے روم میں آئی تو چونک پڑی جانز نے حالات کے پیش نظر اس کی شادی میں کسی کو نہ بلانا بہتر سمجھا تھا سو اس وقت گھر میں وہ تینوں ہی تھے۔

"جانز جلدی آئیں یہ دیکھیں۔" جانز ایگر اور کروشو تیزی سے اٹھ کر اینا کے کمرے میں آئے اور وہ بھی جینیفر کی طرح چونک پڑے کیونکہ بیڈ شیٹس کو آپس میں گرہ لگا کر جوڑا گیا تھا اور وہ پچھلی طرف کھلنے والی کھڑکی سے باہر زمین پر جا گری تھی۔

"یہ...... یہ اینا نے...... یہ کیا کیا؟" وہ سب بری طرح بوکھلا کر باہر نکل گئے۔ وہ آہستہ آہستہ بیڈ کے نیچے سے کھسکتی ہوئی باہر نکلی تھی وہ بری طرح سے پریشانی میں یہ بھول گئے کہ اس سے تو بلا جانا مشکل تھا پھر وہ دوسری منزل سے نیچے کیسے اترے گی۔ وہ تینوں باہر کا دروازہ کھول کر پیچھے والے حصے کی طرف بھاگے تو مین گیٹ پر کھڑا چوکیدار اچھل پڑا اور غیر ارادی طور پر ان کے پیچھے چل دیا وہ بھاگ تو نہیں پا رہی تھی لیکن تیز چلنے کی کوشش ضرور کر رہی تھی اور مین گیٹ کو خالی پا کر اسے خدا کی مدد کا یقین ہو چلا تھا اس نے باہر آتے ہی چادر اوڑھ لی تھی' اسے اب کہاں جانا ہے یہ اسے نہیں پتا تھا لیکن یہاں سے بہت دور جانا تھا اور اس کے لیے سب سے پہلے ٹیکسی اسٹینڈ پہنچنا تھا اس نے اپنے چہرے کو اچھی طرح سے ڈھانپ لیا تھا رات کے سائے گہرے ہو چکے تھے اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ اس کے پیچھے نہ آئیں مگر اللہ کی مدد مسلسل ساتھ تھی' وہ اتنی آرام سے وہاں سے نکل آئے گی اسے اندازہ نہ تھا۔

"مجھے اسپتال جانا چاہیے۔" اسے اپنی جسمانی تکلیف کا اندازہ بخوبی تھا' وہ ٹیکسی میں بیٹھنے کے لیے روڈ کراس کر رہی تھی کہ ایک تیز رفتار کار نے اسے زمین سے کئی فٹ بلند اچھال دیا اور جب واپس زمین پر گری تو اسے لگا ملک الموت اس کے قریب آ گئے' مرتے ہوئے کلمہ نصیب ہو جائے۔ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اس نے نیم بے ہوشی میں کہا' کوئی تیزی سے اس کے قریب آیا اس پر جھکا اور چونک کر پیچھے ہٹا تھا اس کی آنکھیں کھلیں تو اسے محسوس ہوا وہ ایک نرم بستر پر موجود ہے' اسے اپنے اردگرد کا ماحول بہت اچھا محسوس ہو رہا تھا' اس کا مطلب تھا اس کا راستہ سیدھا راستہ تھا تبھی مرنے کے بعد اس پر اس انعام سے نوازا گیا۔

"میرے مولا تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے حق راستہ پہچاننے اور اس پر چلنے کی سعادت دی۔" اس کی آنکھوں سے تشکر کے آنسو رواں ہو گئے تبھی دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا۔

"میں مسلمان ہوں۔" اس سے پہلے کہ وہ کوئی سوال کرتا وہ جواب دے بیٹھی یہ جانے بغیر کہ وہ کون ہے اور وہ جو اسے بیٹھے دیکھ کر چونکا تھا اس کی بات پر مسکرا دیا۔

"پہلے شاید ملک الموت سمجھ کر کلمہ پڑھ لیا تھا اور اب منکر نکیر سمجھ کر جواب دے رہی ہو مگر سنو میں ایک انسان ہوں۔" وہ بری طرح چونکی۔

"تو کیا میں مری نہیں تھی' میں ابھی زندہ ہوں۔" وہ پریشان ہو گئی' یہ اجنبی جانے کون تھا اور اب اس کا پتا نہیں کیا حشر ہونے والا تھا۔

"آپ کے گھر والوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ آپ اور کروشو نیویارک گئے ہوئے ہیں۔" وہ حقیقتاً اچھل پڑی لمحہ بھر میں اس نے سوچا تھا کہ وہ یادداشت کھو جانے کا ڈرامہ کرے گی اور موقع پا کر یہاں سے چلی جائے گی لیکن وہ جو بھی تھا بخوبی اسے جانتا تھا۔

"میرا خیال ہے واپسی پر تمہیں مارنے کا پلان ہے ان کا۔" وہ اس کی بات پر اتنی نہیں بلکہ اس کے اپنے پیروں کے قریب آدھا لیٹ کر کہنی کھڑی کر کے ہتھیلی پر سر رکھ لینے پر ضرور چونکی اور اپنے پیر سمیٹ لیے' وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔ "بہت مارا ہے انہوں نے تمہیں۔" اینا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا' اس کے چہرے پر کوئی ہمدردی نہ تھی وہ بڑی محظوظ کن نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ویسے تمہیں اسلام قبول کرنے کی کیا سوجھی؟" اینا کو لگا کہ سر پھٹ جائے گا' یہ کون تھا جو سب کچھ جانتا ہے' کہیں وہ اسے تنہا اور لاوارث سمجھ کر کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ وہ خائف ہوئی مگر نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا وہ خدا کی مدد تھا' جیسے خدا نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے فرشتے بھیجے تھے ایسے ہی اس

کے لیے اس انسان کو بھیجا تھا۔
''لگتا ہے تمہیں تفصیل سے بتانا ہوگا ورنہ شاید تم حیرت کے سبب گونگی ہی نہ ہو جاؤ۔'' اس نے مسکراتے ہوئے اس کے حیرت زدہ چہرے دیکھا وہ شاید ہر بات میں مزہ لینے کا عادی تھا اس کی حیرت اسے مزہ دے رہی تھی۔
''میری اپنے دوست سے ریس لگی ہوئی تھی اور میں اس سے بہت آگے تھا تبھی میں نے دیکھا کہ کوئی روڈ کراس کرنے کی کوشش کر رہا ہے مجھے لگا جب تک میں وہاں پہنچوں گا وہ کراس کر لے گا مگر نہیں جی وہ تو روڈ کراس کرنے کی نہیں خودکشی کرنے کی کوشش میں تھا اور نتیجتاً میری گاڑی سے زبردست قسم کا ایکسیڈنٹ ہوا جب میں اس کے قریب پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عیسائی اسکالر جانز ابا گرکی بیٹی کلمہ پڑھ رہی تھی اور پھر جو کچھ ہوا وہ میں نے نہیں کیا کسی اور نے کروایا میں نے اسے اٹھا کر اپنی گاڑی میں ڈالا اور مسلمانوں کے اسپتال لے گیا وہاں سے ایک مسلم لیڈی ڈاکٹر کو راز داں بنا کر اس کا علاج شروع کروایا لیکن تیسرے ہی دن جانز ابا گر وہاں پہنچ گئے کیونکہ اپنے گھر کے مین روڈ پر ہونے والے ایکسیڈنٹ کی خبر انہیں مل گئی تھی جس وقت وہ حادثہ ہوا تھا اینا ابا گر نے اس سے کچھ دیر پہلے ہی گھر چھوڑا تھا انہیں تو امید ہو چلی تھی کہ وہ ہی اینا ہو گی لیکن ڈاکٹر زرین نے نہایت ہوشیاری سے تمہیں بیڈ کے نیچے لٹا دیا اور خود اوپر لیٹ گئی وہ لوگ چلے گئے لیکن سمجھ گئے کہ یہ کوئی ڈرامہ ہے سو زرین نے مجھے فون کر کے بلایا اور کہا جب تک یہ ہوش میں نہیں آ جاتی تب تک سب سے بہترین اور محفوظ جگہ تمہارا گھر ہے اور میں تمہیں یہاں لے آیا اور اس کے بعد وہاں غنڈے پہنچ گئے اور پورا اسپتال الٹ پلٹ کر دیا مگر انہیں یقین کرنا پڑا کہ تم وہاں نہیں ہو۔'' وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔
''اور آج تمہیں پانچ دن بعد ہوش آیا ہے اور تم پچھلے دو دن سے میرے بیڈروم پر قابض ہو ڈاکٹر زرین تمہیں چیک کرنے روز آتی ہیں آج میں گھر آیا تو سوچا تمہیں دیکھوں کہ ہوش آیا یا نہیں ویسے تمہارا نام کیا ہے؟'' وہ ایک بار پھر چونکی اس کے بارے میں سب کچھ جاننے کے باوجود وہ اس کا نام نہیں جانتا تھا اسے یقین نہ ہوا۔
''کیا نام ہے تمہارا؟'' اس نے اس کی سمت دیکھا اور پھر اس کی حیرانگی پر مسکرا دیا۔ ''میں وہ نام نہیں پوچھ رہا جو تمہارے باپ نے تمہیں دیا میں تو وہ نام پوچھ رہا ہوں جو مذہب اسلام نے تمہیں دیا ہے۔'' اس نے ایک گہرا سانس لیا یہ شخص خطرناک حد تک ذہین تھا اس کے اندر اٹھنے والے سارے سوالوں کو وہ بخوبی سمجھ رہا تھا۔
''تم کون ہو؟'' اس کے سوال پر اس نے حیرت سے دیکھا۔
''کیا کہا تم نے؟'' وہ اٹھ بیٹھا۔ وہ اس کی حیرانگی پر کنفیوز ہو گئی۔ وہ واقعی اسے نہیں جانتی تھی لیکن اس کی طرف سے جو حیرانگی ابھری تھی وہ تو یہ ظاہر کر رہی تھی گویا وہ گہرے دوست رہ چکے ہوں۔
''تم مجھے واقعی نہیں جانتیں یا میری تفصیل معلوم کرنا چاہ رہی ہو مطلب میرے ماں باپ وغیرہ۔''
''میں نے ...... میں نے آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔'' اس نے تھوک نگلا اور اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ روئے یا ہنسے۔ جس لڑکی کی وجہ سے خود اس کی اپنی جان پچھلے پانچ دن سے خطرے میں تھی وہ لڑکی اسے جانتی تک نہیں تھی۔
''اینا ابا گر! ہم دونوں پچھلے دو سالوں سے ایک ہی کالج میں پڑھتے ہیں لیکن اس بات کے لیے آپ کو معاف کیا جا سکتا ہے کیونکہ میں نے آپ کو کبھی کالج میں نہیں دیکھا تو آپ مجھے کیسے دیکھ سکتی ہیں لیکن میں اپنے کالج کی مشہور و معروف شخصیت ہوں جب کہ آپ کو تو کلاس میں بھی ایک دو کے علاوہ کوئی نہیں جانتا پھر بھی مجھ تک آپ کی پہنچ کہاں میں ٹھہرا لوگوں کا محبوب ......'' بے حد تفاخر سے اس نے اپنی تعریف کی اینا لب بھینچ کر رہ گئی کیونکہ اس نے سچ مچ اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔
''جب ہم ہنری کی پارٹی میں ملے تبھی مجھے معلوم ہوا کہ آپ میرے کالج میں مجھ سے دو سال جونیئر ہیں۔'' وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔
''کون ہنری ......؟'' اس کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اس نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔
''ابھی ہفتہ قبل آپ نے کسی پارٹی میں شرکت کی تھی کروشو کے ساتھ۔'' اور اس بار وہ چپ رہی اسے یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس شخص سے پہلے بھی مل چکی ہے۔
''او کے میں چلتا ہوں۔ یہ تو نہیں کہوں گا آپ آرام کریں کیونکہ آپ تو پہلے ہی کافی آرام کر چکی ہیں۔'' عجیب الجھن میں چھوڑ کر چل دیا دروازے پر پہنچ کر اس نے رک کر

پوچھا۔

''بھوک لگے تو فریج سے کچھ بھی نکال کر کھا لیجیے گا۔'' اس نے چھوٹے سے روم فریزر کی طرف اشارہ کیا اور باہر نکل گیا۔ وہ آہستگی سے آگے بڑھ کر بیڈ سے اتری۔ اسے بھوک کا احساس یکلخت ہوا تھا فریج بھرا ہوا تھا اس نے فروٹ چاٹ نکالی' کھانے کے بعد اس نے شیشہ دیکھا اس کے چہرے پر جا بجا نیل اور چوٹوں کے نشان تھے' مگر ان میں زیادہ درد نہیں تھا اس کے ہاتھوں پر پٹی بندھی تھی' خود پر نگاہ ڈالتی ہوئی وہ واش روم میں آ گئی' اپنی پٹیوں کے ساتھ اس نے وضو کیا اور پھر باہر نکل کر اپنی چادر تلاش کی' وہ نہ ملی تو اس نے صوفے پر پڑی چادر اٹھالی اور خدا کے حضور شکرانے کے نفل پڑھنے کے لیے کھڑی ہوگئی' اللہ کی عبادت میں کیسا سرور تھا ساری رات گزر گئی مگر اس کا شوق ختم نہ ہوا۔

''اے اللہ! تیری رحمت کے طفیل میں یہاں تک حفاظت سے آ گئی' آئندہ بھی تُو اسی طرح مجھ پر کرم کرنا' مالک جو بھی آزمائش دے اس میں مجھے ثابت قدم رکھنا۔'' اس نے خلوص دل سے دعا کی۔

''تمہارا نام کیا ہے؟'' صبح دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چونک کر پلٹی تھی' وہ اس کے سامنے کھڑا مسکراتا ہوا اس سے مخاطب تھا۔

''میں نے اس بارے میں ابھی تک نہیں سوچا۔'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''او کے' میں تمہیں قرۃ العین کہوں گا یا اینا بلاؤں گا۔'' شاید وہ بولنے کا بہت شوقین تھا' وہ جائے نماز کے طور پر بچھائی ہوئی چادر کو تہہ کرتے ہوئے مسکرا اٹھی۔

''باہر آؤ گی یا ناشتا ادھر لے آؤں؟'' اس نے جواب نہیں دیا اور دھیرے دھیرے قدم اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

''میں آپ کا کمپیوٹر استعمال کر سکتی ہوں؟'' اس کی نظریں لاؤنج میں رکھے کمپیوٹر پر تھیں' وہ جو ناشتا کرنے کے بعد باہر جا رہا تھا چونک کر واپس پلٹا۔

''اینا! میں نے تم سے کیا کہا تھا' میں نے جو کچھ کیا وہ سب میں نے نہیں کیا بلکہ مجھ سے کسی نے کروایا اور یہ کس نے کروایا تم اس کی حقیقت کو شاید مجھ سے زیادہ جانتی ہو۔ وہ اللہ ہے جس نے مجھ بُرے انسان سے تمہارے لیے اتنا اچھا کام کروا دیا' تم جب تک یہاں رہو اس گھر کو نہ صرف اپنی محفوظ پناہ گاہ سمجھو بلکہ اسے اپنی ملکیت بھی سمجھو اور کسی بھی چیز کے استعمال کے لیے میری اجازت مت طلب کرنا' او کے۔'' وہ آخر میں مسکرایا تھا مگر وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتی رہی وہ جو کہہ رہا تھا بالکل سچ کہہ رہا تھا لیکن وہ تھا کون؟ اسے یہ ابھی تک یاد نہیں آ سکا' وہ پلٹ گیا۔

''تم کون ہو؟'' اس کے لبوں سے بے اختیار پھسلا تو وہ رکا' اس کے لبوں پر دھیمی سی مسکان در آئی مگر وہ پلٹے بغیر باہر نکل گیا' اس کے لب بھنچ گئے جانے کیوں اس کا محسن اسے اس الجھن سے نکال نہیں رہا تھا۔

''پتا ہے میں نے آج سے پہلے کبھی کسی لڑکی کے لیے شاپنگ نہیں کی' پہلی بار لیڈیز شاپنگ کی ہے پسند نہ آئیں تو پیشگی معذرت۔'' اس نے بہت سے شاپنگ بیگ اس کے آگے رکھتے ہوئے کہا۔ ''ڈاکٹر زرین آپ کی طرف سے پریشان تھیں میں نے انہیں اطلاع کر دی کہ تمہیں ہوش آ گیا تو وہ بہت خوش ہوئیں وہ آ رہی تھیں میرے ساتھ مگر راستے میں ان کی بیٹی کا فون آیا' ان کے شوہر کی طبیعت خراب ہوگئی وہ واپس چلی گئیں۔'' وہ چپ ہوا تو وہ شاپر اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف چلی آئی پھر جس وقت وہ کپڑے چینج کر کے باہر آئی وہ شاپر سے کھانا نکال کر ٹیبل پر لگا چکا تھا۔

''آ جاؤ اینا! کھانا گرم ہے۔'' وہ ٹیبل پر آ گئی کھانا کھاتے وہ یک دم چونکا۔

''اینا! تمہارا ہاتھوں کی پٹیاں گیلی کیوں ہو رہی ہیں؟''

''میں نے نماز کے لیے وضو کیا تھا۔'' اس کے جواب پر وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

''اینا جب سے تم سے ملا ہوں سوائے اپنا سر پیٹنے کے میرے پاس دوسرا کام نہیں ہے' کس قدر بے وقوف ہو تم پتا ہے اس طرح یہ زخم اور خراب ہو جائے گا۔'' وہ تشویش سے

بولا۔

''مجھے پتا ہے مگر ایک بھی نماز چھوڑنے سے میرا رب مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔'' اس بار وہ اسے بس خاموشی سے دیکھے گیا وہ کتنا خوش قسمت تھا کہ پیدائشی مسلمان تھا لیکن پھر بھی اس کا علم اس کی محبت اس لڑکی کے علم اور محبت کے نقطے جتنے بھی نہیں تھی' کھانے کے بعد وہ فرسٹ ایڈ باکس لے آیا۔

''پٹی چینج کر لو زخم خراب ہو گیا تو نماز تو کیا کسی بھی کام کے قابل نہیں رہو گی۔'' اس نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور اس نے جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے بڑی مہارت سے اس کی ڈریسنگ کی پھر اس کے بعد اس نے اس کی پیشانی کے زخم کی پٹی بھی چینج کی جو اس ایکسیڈنٹ کے باعث لگی تھی۔

''تمہاری آنکھ کے اوپر موجود زخم ابھی بھی تازہ ہے۔''

''میں لگا لوں گی۔'' اس نے ٹیوب اس کے ہاتھ سے لی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔ ایک ہفتے میں اس کے زخم ٹھیک ہونے لگے تھے یہ جسمانی زخم دوا سے ٹھیک ہو رہے تھے لیکن دل کے زخم ابھی تک تازہ تھے کوئی ایک لمحہ ایسا نہیں گزرا تھا کہ اسے گھر اور گھر والے یاد نہ آئے ہوں انہیں چھوڑ آنے کا اسے کوئی پچھتاوا نہیں ہو رہا تھا' اس نے اپنی محبت کو پا لیا تھا۔ اب اسے کوئی دکھ ہر گز نہیں تھا لیکن اب آگے کی زندگی کے لیے کچھ فکریں تھیں جو اس کے نہ چاہنے کے باوجود اس کے اندر پنپ رہی تھیں اور وہ بہت کوشش کر کے بھی ان سے چھٹکارا نہیں حاصل کر پا رہی تھی۔

''یہ ٹاپس آپ بیچ سکیں گے۔'' وہ جو ٹی وی پر ڈسکوری چینل دیکھ رہا تھا چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس نے دونوں ٹاپس سامنے ٹیبل پر رکھ دیئے' اس کی نگاہیں لمحہ بھر میں خیرہ ہوئیں' سونے کے وہ ٹاپس بہت خوب صورت تھے۔

''کیوں بیچ رہی ہو؟'' اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے وہ ٹاپس کو دیکھے گئی' یہ اس کی بارہویں سالگرہ پر ڈیڈ نے گفٹ کیے تھے' وہ ہندوستان کے ایک بین الاقوامی جلسے میں گئے تھے وہیں کسی نے انہیں دیئے تھے' خالص ایشین ڈیزائن کے وہ نازک سے ٹاپس اسے بہت پسند آئے اور انہیں خاص طور سے پہننے کے لیے اس نے کان چھدوائے تھے۔

''کب تک بک جائیں گے؟'' اس نے ٹاپس پر سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

''میں نے پوچھا کیوں بیچ رہی ہو؟'' اس نے سوال دہرایا۔

''تاکہ آپ نے اب تک جو مجھ پر خرچ کیا ہے اسے لوٹا سکوں۔'' اس نے اطمینان سے جواب دیا۔

''مطلب میرا احسان اتارنا چاہتی ہیں آپ۔'' وہ مسکرایا اس لڑکی کی خودداری نے اسے کافی متاثر کیا۔

''میں آپ کا احسان کبھی نہیں اتار سکتی۔'' اس نے تصحیح کرنی چاہی۔

''مجھے روپے لوٹا رہی ہو پھر کون سا احسان باقی رہے گا۔'' وہ حیران ہوا۔

''آپ کے روپے مجھ پر احسان نہیں قرض ہیں اور قرض تو لوٹانا ہی ہوتا ہے' مجھے حفاظت سے رکھنا مجھ پر آپ کا ایسا احسان ہے جسے اتارنا تو دور کبھی بھول بھی نہیں سکتی۔'' اس نے اوائی سے کہا اور پلٹ گئی وہ گہرا سانس لے کر ان ٹاپس کو دیکھنے لگا' اسی شام ان ٹاپس کی رقم اس کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔

''مجھے لگا تھا اس ٹاپس سے شاید آپ کے قرض اتارنے کے لیے رقم مل سکے۔'' جو رقم سامنے پڑی تھی وہ اس کے اندازے کے مطابق اتنی نہیں تھی بلکہ اس شخص کی خرچ کی ہوئی رقم سے بہت کم تھی۔ وہ اسے بغور دیکھنے لگا وہ بہت کم عمر لڑکی تھی اور اس نے اپنی عمر سے کئی گنا بڑا فیصلہ کیا تھا اس کے آگے پوری زندگی پڑی تھی اس کا تعلیمی کیریئر رک چکا تھا وہ جب تک اس گھر میں تھی جانز لا گر سے محفوظ تھی باہر نکلتی تو یقیناً جانز لا گر کو مل جائے گی لیکن وہ اپنی ساری زندگی تو ایسے نہیں گزار سکتی' اس کے لیے کچھ کرنا ہوگا مگر کیا؟ یہیں آ کر اس کی سوچ رک سی جاتی تھی۔

''تم یہ رقم اپنے پاس رکھو اور رہی میرے قرض کی بات تو وہ پھر کبھی چکا دینا۔'' اس نے پیسے ٹیبل پر ہی چھوڑ دیئے اور اٹھ کر چلا گیا لیکن ساتھ یہ خیال بھی لے گیا کہ اس لڑکی کی

زندگی کو پھر سے شروع کروانا ہے اس کی پڑھائی اسٹارٹ کروانی ہے اس لڑکی کی زندگی کے لیے جو بھی پلان تھے وہ پورے کروانے ہیں اُسے اس تنہا اور بے سہارا لڑکی کے لیے کچھ کرنا تھا یہ طے تھا۔

❁ .... ❁ .... ❁

''آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟'' وہ جونہی گھر میں داخل ہوا لاؤنج میں بے قراری سے ٹہلتی وہ تیزی سے لپک کر اس کے قریب آئی۔

''آپ ..... آپ کہاں تھے ساری رات' میں کتنا پریشان رہی؟''

''ایک دوست مل گیا تھا وہ زبردستی اپنے گھر پارٹی میں لے گیا۔'' وہ تھکا تھکا صوفے پر گرا۔

''اور وہاں جا کر آپ یہ بھول گئے کہ کوئی گھر پر آپ کا منتظر ہے۔'' وہ سلگ اٹھی۔

''میں ساری رات اللہ سے آپ کی خیریت کے لیے دعائیں کرتی رہی اور آپ ..... آپ کو ایک بار بھی خیال نہیں آیا کہ مجھے ایک فون کر دیتے' یہاں میری جان پر بنی تھی اور وہاں آپ .....'' بے حد غصے میں دانتوں پر دانت جمائے وہ اسے چونکا گئی۔ وہ بنا کچھ بولے اس پریشانی' غصہ' خفگی لحہ لحہ بدلتے رنگوں کو دیکھتا رہا۔

''سوری .....'' ایک پل کو چپ ہوئی پھر بولی اس کی خاموشی کو اس نے جانے کن معنی میں لیا تبھی معافی مانگنے لگی۔

''مجھے آپ پر غصہ کرنے کا حق نہیں ہے مگر میں کے نہ آنے پر بہت ڈر گئی تھی' مجھے لگا کہیں خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو نہ گیا ہو اسی لیے میں نے نیویارک کی اپنی فلائٹ کینسل کر دی لیکن اگر مجھے یہ پتا ہوتا کہ آپ اپنے دوست کے گھر بخیریت اس کی پارٹی میں ہیں تو میں چلی جاتی۔'' اس بار اسے حقیقتاً شاک لگا۔

''تم کہاں ..... کہاں جا رہی ہو؟'' اس نے از حد حیرانی سے پوچھا۔

''اصل میں ہوش آنے کے دوسرے دن ہی میں نے اسلامک سینٹر سے رابطہ کیا تھا کیونکہ میری تعلیم اور جاب اینا ابا گر کے نام سے شروع کرتے ہی جانز ابا گر مجھ تک پہنچ جائیں گے میں یوں بھی یہ کرچن نام استعمال نہیں کرنا چاہتی۔ ڈاکٹر زبیر داؤد نے مجھے بتایا کہ ڈیڈ اسلامک سینٹر کی نگرانی کروا رہے ہیں انہیں لگا ہے میں انہی لوگوں سے رابطہ کروں گی پہلے تو ڈیڈ کی پوچھ گچھ کی وجہ ان لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی تھی لیکن میری کال کے بعد انہیں یقین ہو گیا کہ یہ سب میرے لیے ہے انہوں نے کہا کہ وہ موقع دیکھتے ہی مجھے اپنے پاس بلا لیں گے اور پرسوں ڈیڈ نے جب یہ اعلان کیا اپنی کمیونٹی میں کہ میں نیویارک سے واپسی پر ایکسیڈنٹ میں مر گئی تو ڈاکٹر زبیر داؤد کو لگا کہ اب مجھے ان کے پاس آ جانا چاہیے لیکن میں آپ کی وجہ سے نہیں جا پائی۔'' اس نے رک رک کر بنا اسے تفصیل سنائی وہ اسے بالکل چپ چاپ دیکھتا رہا۔

''کچھ کھانے کے لیے ہوگا مجھے بھوک لگ رہی ہے۔'' وہ رکی تو وہ بولا اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ یہ سب کہے گا' اس نے ایک پل کو بے یقینی سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

''میں لاتی ہوں۔'' پچھلے پانچ دن سے کھانے کی ذمہ داری خود بخود اس پر آ پڑی تھی۔

''تف ہے تمہاری ذہانت پر' پندرہ دن میں تم اس کے لیے کوئی خاص لائحہ عمل سوچ بھی نہ سکے اور وہ عمل درآمد بھی کر گئی لیکن تمہیں اس کے لیے سوچنے کی ضرورت بھی کیا تھی' بیس سال اپنے باپ پر انحصار کرنے والی اینا ابا گر اس دنیا کا ہی نہیں اگلی دنیا کا فیصلہ بھی اپنی مرضی سے کر گئی تو بیس دن سے بھی کم وقت میں اپنی پوری زندگی کے فیصلہ کی ڈور کسی اور کے ہاتھ میں کیسے سونپ سکتی ہے وہ تنہا ضرور ہے لیکن بے سہارا نہیں۔'' وہ لب بھینچے کچن میں کام کرتی اینا ابا گر کو دیکھے گیا۔ ابھی وہ ناشتا کر رہے تھے کہ فون بجنے لگا اس نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا فون اینا ابا گر کے لیے تھا۔

''ڈاکٹر زبیر داؤد مجھے لینے آ رہے ہیں۔'' اس نے ریسیور رکھتے ہوئے بتایا وہ اجنبی سا بنا کافی کے سپ لیتا رہا وہ خاموشی سے بیٹھ گئی وہ بہت بولتا تھا اور اینا کو اس کو سننے کی عادت ہو چکی تھی پھر اب وہ اتنا چپ کیوں تھا' کیا اسے خود کو بتائے بغیر اینا کا یہ سب کرنا اچھا نہیں لگا مگر کیوں .....؟

''میں آپ کا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔'' اس نے رک کر اسے دیکھا۔

''کیا میں جاتے جاتے اپنے محسن کا نام جان سکتی ہوں؟'' دروازے پر بیل ہوئی تو اینا چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی' بیگ اپنے کندھوں پر ڈالتے ہوئے اس نے بڑی التجائیہ نظروں

سے اسے دیکھا' وہ سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا دروازے پر پھر بیل ہوئی اس بار اینا بے چین ہوگئی وہ اس کا نام جان کر ہی یہاں سے جانا چاہتی تھی مگر اس نے نگاہیں پھیر لیں' اینا نے بے یقینی سے اسے دیکھا' دروازے پر پھر بیل ہوئی لب بھینچتی اینا دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

اس گھر سے باہر نکل کر اینا کی زندگی نے ایک نیا روپ بدلا' اس کا نام' اس کی سوچ' خیالات' حالات بدلے۔ اس نئے دور نے پرانا بہت کچھ بدل دیا تھا۔ کبھی یاد بھی کچھ کرنے بیٹھتی تو اسے بہت کچھ تو یاد تک نہ آتا تھا' اس کے باپ نے کہا تھا کہ وہ رسوا ہو جائے گی وہ جو انہیں چھوڑ کے جانے کا کہہ رہی ہے تو ضرور لوٹ کر ان کے پاس آئے گی۔" پر ایسا کچھ نہ ہوا' پرانے خواب چھوڑنے پڑے تھے لیکن نئی زندگی بھی بہت اچھی تھی' وہ ڈاکٹر زبیر کے ساتھ ان کے گھر میں اپنی تعلیم مکمل ہونے تک رہی پھر ایک اچھی جاب مل گئی جہاں اسے خاصی بہترین مراعات میسر آئیں' چھ سال کا عرصہ گزر گیا تھا وہ رب تعالیٰ کی مہربانی پر شکر گزار تھی۔

❀ ..... ❀ ..... ❀

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی آفس سے لوٹی تھی جب دروازے پر بیل ہوئی۔

"اینا......" لاک پر رکھا اس کا ہاتھ لرز اٹھا' باہر کھڑا شخص اتنا اجنبی تھا کہ وہ اس کا نام تک نہیں جانتی تھی اور اتنا اپنا تھا کہ دل کو سوائے اس کے اور کسی چیز کی خواہش نہ تھی' لاک کھول کے وہ اندر آ گئی وہ اس کے پیچھے اندر چلا آیا۔

"میں نے آپ کا قرض لوٹا دیا ہے۔" وہ اس کی جانب پشت کیے کھڑی رہی۔

"اور احسان...... وہ بھی تو لوٹا دو۔" اس کی بات پر اس نے پلٹ کے دیکھا۔

"کیسے لوٹاؤں' کسی بھی احسان کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا۔"

"بدلے میں احسان کیا تو جا سکتا ہے نا۔" اس نے جواباً کہا۔

"خدا نہ کرے جو آپ پر وہ وقت آئے جب کسی کا احسان لینا پڑے۔" اس نے بے اختیار کہا وہ سنجیدہ ہو گیا۔

"بہت عام سا انسان ہوں اور بہت عام سی میری کہانی ہے ایک امیر ماں باپ کی وہ اولاد ہوں جسے بن مانگے سب کچھ ملتا ہے پتا ہے بن مانگے جن کو سب کچھ ملتا ہے وہ اکثر خدا کو بھول جاتے ہیں اور میں بھی ان میں سے ہی ایک تھا پھر مجھے وہ لڑکی ملی جو ایسے لوگوں کے بیچ پلی بڑھی تھی جو خدا کو صحیح سے جانتے تک نہیں تھے مگر وہ اپنے رب کو پہچان کر بلا خوف و خطر اس کے راستے پر چل پڑی' وہ میرے گھر میں چند دن رکی اور جب گئی تو میرا سب کچھ لے گئی۔ میں بے چین' بے قرار ہو کر بس اسے سوچتا رہا وہ کیسی تھی' کیا کرتی تھی' کیوں کرتی تھی حتیٰ کہ میں یہ بھی سوچنے لگا کہ اس نے مذہب اسلام قبول کیوں کیا؟ میرا دل کہیں نہ لگتا پھر میں نے اپنے مذہب کو پڑھا تو مجھ پر انکشاف ہوا میں خود کون ہوں اور کیا کر رہا ہوں' بس پھر میں اس خدا کے راستے پر چل پڑا' اپنی دعاؤں میں جسے سب سے زیادہ مانگا وہ تم ہو اینا وہ صرف تم ہو۔" وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی وہ جو سمجھتی تھی کہ اب تو وہ اس اجنبی کو یاد بھی نہیں ہوگی تو ایسا نہیں تھا وہ تو لمحہ بھر کے لیے بھی اسے بھولا نہیں تھا' اس کا دل خوشی سے بھرنے لگا۔ اس شخص کی محبت اس کے دل میں کیوں پیدا ہوئی تو وہ اسی شخص کی دعاؤں کا سبب تھا' یہ اس کے رب کی اس پر ایک اور عنایت تھی۔

"اینا! مجھے لگتا ہے ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں تبھی تو نہ کسی سے جڑ سکے اور نہ اپنے ہی رہ سکے۔ مجھ سے شادی کرو گی؟" اس نے پوچھا اور وہ سوچ رہی تھی کہ اس کی مسکراہٹ کہاں چلی گئی وہ تو ہر بات مسکراتے ہوئے کرنے کا عادی تھا۔

"جواب دو اینا! مجھ سے شادی کرو گی؟" اس کی خاموشی سے پریشان ہو کر اس نے دوبارہ پوچھا۔

"مگر......" اس نے کچھ کہنا چاہا پھر کچھ سوچ کر رک گئی۔

"کیا ہوا اینا...... کہو نا۔" وہ حیران ہوا۔

"آپ ناراض تو نہیں ہوں گے۔" وہ متذبذب کا شکار ہوئی۔

''دیکھو اینا! ایک بات سنو اور اسے ہمیشہ یاد رکھنا تمہارے دل میں جو بھی بات آئے مجھ سے کہنا اور کبھی یہ مت سمجھنا کہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا' تم مجھے جان سے زیادہ عزیز ہو میں کبھی تم سے ناراض ہو ہی نہیں سکتا۔'' اس کی پلکیں نم ہوئیں' کبھی ایسا ہی کچھ اس کے باپ نے بھی تو اس سے کہا تھا' اس کی نظریں جھک گئیں۔

''آپ مجھے چھوڑ تو نہیں دیں گے نا ں......'' وہ بے دھیانی میں اس سے یہ سوال کر گئی۔

''موت لینے آئی تو تمہیں ساتھ نہیں لے جاؤں گا باقی کہیں بھی گیا تو تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔'' اس نے ٹھٹکتے ہوئے سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ ابھی تک سنجیدہ تھا شاید اس کی مسکراہٹ کھو چکی تھی۔

''مگر......'' وہ ہچکچائی۔

''اب کیا...... اگر مگر......'' وہ چڑا۔

''آپ کا نام کیا ہے؟'' اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا جو اباً اس کے سینے سے ایک گہری سانس خارج ہوئی۔ چھ سالوں میں اس نے کوئی دعا ایسی نہیں مانگی تھی جس میں اپنے رب سے اس نے اس لڑکی کو نہ مانگا ہو اس لڑکی کو جو اس کا نام تک نہیں جانتی۔ اس کے لبوں پر در آنے والی مسکراہٹ اینا کے لیے بالکل اجنبی تھی' اس کے اندر کہیں سکون سا اتر آیا' لیکن جب وہ واپسی کے لیے پلٹا تو وہ بُری طرح چونکی۔

''آپ......'' اس نے کچھ کہنا چاہا۔

''میرا نام جاننے کے لیے تم نے چھ سال انتظار کیا ہے اب چھ منٹ اور رکو۔ میرا نام بھی میری طرح بہت خاص ہے اور کسی خاص طریقے سے ہی تمہارے علم میں آئے۔'' وہ پلٹے بنا گردن کو فخر سے اکڑاتے ہوئے بولا تو اس کے چہرے پر خود بخود الجھن سی نمودار ہوئی۔

''نازان عمر ولد عمر احمد تمہیں قبول ہے۔'' ڈاکٹر زبیر داؤد کے ساتھ مسز زبیر داؤد اور ان کے ساتھ نکاح خواں کو دیکھ کر وہ حیرت سے بُت بنی کھڑی رہ گئی۔ پورے چھ منٹ بعد ہی اسے اس شخص کا نام پتا چلا تھا جواب میں قبول ہے کہنے کے بجائے وہ ہنس پڑی' وہ شاید پہلی ایسی دلہن تھی جو قبول ہے کہتے ہوئے رونے کے بجائے ہنس رہی تھی ان تینوں نے اسے حیرت سے دیکھا' سامنے صوفے پر وہ بڑی شان سے بیٹھا بھنویں اچکاتے ہوئے اس سے اشاروں میں پوچھ رہا تھا کہ کیسا لگا؟ اسے اچھا لگا' اسے سچ مچ اپنے ساتھی کا یہ انداز بھایا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ اسے لے کر اپنے گھر کی جانب رواں دواں تھا ڈاکٹر زبیر اور مسز زبیر داؤد اس کے لیے بہت خوش تھے نازان عمر انہیں بہت پسند آیا تھا۔

''چلیں مسز نازان! ہمارا گھر آ گیا۔'' کار کو ایک سائیڈ پر روک کر وہ اترا تو وہ بھی اس کے پیچھے اتر آئی' وہ ایک بڑے سے فلیٹ کا لاک کھول کر اندر داخل ہوا۔ پیچھے سے دروازہ بند ہونے کے بعد اس نے حجاب اوپر کرنا چاہا تو نازان عمر نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

''پہلے رونمائی گفٹ لو پھر منہ دکھانا۔'' وہ حیران ہوئی' وہ مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر اسے بیڈ روم کی طرف لے آیا' اس کا ہاتھ تھامے اس نے وارڈ روب کھولی اور اس میں سے ایک ڈبیا نکال کر اس کی طرف بڑھائی اور اسے بیڈ پر بٹھا دیا۔ اینا نے جس لمحے ڈبیا کھولی نازان عمر نے اسی پل اس کا حجاب اوپر کیا' گفٹ دیکھ کر وہ حیران نگاہوں سے نازان عمر کو دیکھے گئی کیونکہ وہ کچھ اور نہیں اسی کے کانپس تھے اور نازان عمر بڑی بڑی محظوظ کن نگاہوں سے اس کی حیرانگی کو دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر ہر اعضاء میں مسکراہٹ رچی تھی۔

''ہماری پہلی ملاقات میں بھی تم یونہی حیران ہو کر مجھے دیکھ رہی تھیں' میں نے سوچا کہ کہیں اب تم شرما کے نظریں جھکا نہ لو بس اسی لیے یہ ٹاپس سنبھال کے رکھے تا کہ تم وہی ری ایکٹ کرو جو اس روز کیا تھا یعنی مجھے دیکھتی رہو۔'' وہ شرارت سے مسکرا کر بولا اس نے مسکراتے ہوئے شرم سے نظریں جھکا لیں۔

''اف او یار! مجھے دیکھو ناں۔'' وہ چڑ گیا مگر اس نے نظریں نہیں اٹھائیں۔

''او کے ایک اور گفٹ لو۔'' اس نے سائیڈ ٹیبل سے ایک لفافہ نکال کر اسے دیا' وہ چونکی۔ ''اس میں عمرے کے ٹکٹس ہیں میں نے آج صبح ہی بک کروائے ہیں۔'' وہ دم بخود اسے دیکھے گئی وہ سچ مچ اس کے بہت اندر تک اترا ہوا تھا' ہمیشہ اس کے بنا کہے اس کی بات جان لیتا تھا۔ اس کی نگاہیں بھیگ گئیں اس کے رب نے جو نعمتیں دی تھیں وہ کہاں ان کے قابل تھی وہ کیسے شکر کرے اپنے رب کا۔ ایسا حسین ہم سفر دیا تھا اسے کہ وہ لب کھلنے سے پہلے اس کی خواہشوں کو پورا کر دیتا تھا وہ جو اسے شوخ نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کی

آنکھیں بھیگ جانے پر سنجیدہ ہو گیا۔

”یہ خوشی کے آنسو ہیں انہیں بہنے دو غازان!“ اس نے غازان کے کندھے پر سر ٹکا دیا اور وہ خوشی سے نہال ہو گیا۔ اس کے رب نے اسے ایسا شریکِ سفر دیا تھا جو اس کے لب کھولے بغیر اسے جان لیتا تھا۔ اس نے کبھی خدا کا شکر ادا نہیں کیا تھا لیکن خدا نے ہمیشہ اس پر بہت سے احسان کیے تھے اور یہ مزید ایک احسان تھا جس کا وہ تا حیات بھی شکر ادا کرتا تو بھی کم تھا۔

❁ .... ❁ .... ❁

”اور اپنے رب کے لیے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔“ وہ اور غازان عمر دونوں خانہ کعبہ کے صحن میں بالکل حرم پاک کے دروازے کے سامنے تھے اور اس کا ہم سفر سورۃ بقرہ کی تلاوت کر رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا تو قرۃ العین غازان کو یک دم اپنا باپ یاد آیا وہ بھی تو ہر بات کو جانتا تھا اس سے زیادہ علم والا تھا پھر کیوں اپنے رب کے ساتھ برابر والے ٹھہرا رہا تھا۔

”اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔“ غازان عمر کی دل موہ لینے والی آواز پر اس کی اداس نظریں جھک گئیں۔

”ہاں اللہ نے مہر لگا دی کافروں کے دلوں پر۔ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تُو نے میرے دل کو یہ توفیق دی کہ اس نے تجھے ڈھونڈ لیا مگر وہ میرے ماں باپ ہیں کیا ان کے لیے یہ دعا کر لوں کہ تُو انہیں ہدایت عطا فرما انہیں ایسی ہدایت دے جیسی تُو نے مجھے اور میرے شریکِ سفر کو عطا کی ہے۔ ہمارے دلوں میں تُو نے اجالا بکھیرا ہے۔ یا اللہ ہدایت عطا فرما ان گمراہوں کو۔“ وہ اسے پیدا کرنے والے تھے اس پر دنیا میں لانے کا احسان کرنے والے تھے ان کے لیے یہ دعا تو شاید وہ کر ہی سکتی تھی۔ وہ اللہ کی خود پر رحمت کر دینے کے شکر میں سجدے میں چلی گئی تھی غازان عمر نے ایک پل کو اسے مسکرا کر دیکھا اور خود بھی شکرانے کے لیے سجدے میں چلا گیا۔

❁